بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من جعل رسوله صلى الله عليه
وسلم واسطة العقد بين مدارج الوجوب
ومدارك الامكان مرج البحرين يلتقيان
بينهما برزخ لا يبغيان واوجد الكاينات
له وهداهم لاجله واعطاه مالم يعط احدًا
من قبله ارسله الى الناس كافة بشيرًا
ونذيرًا وداعيًا الى الله باذنه وسراجًا منيرًا
والصلوة والسلام على من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطيفة قلبه بيت الله
بل الحق انه ادون من الله واعلى مما سوى
الله وعلى اله الامناء واصحابه العظماء۔
وبعد۔ فمازلت مشغوفًا وولهان بان

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑہنے نہین دیتی اور
کاینات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بناکر بہیجا۔
اور درود و سلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفۂ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ماسوے اللہ سے
اعلے ہین اور آپ کی اولاد امین اور اصحاب عظیم ہین۔
اما بعد۔ مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق و شوق تہا

احررفی ایمان ابای رسول الانس والجان
واقرہ بایة محکمة ونص منصوصة سیما لما
شرفنی اللہ بامعان النظر فی تفسیر ھذہ
الایة الکریمة وقضی ربک ان لا تعبدوا
الا ایاہ وبالوالدین احسانا وقل رب ارحمھما
ازدادت لی شوقا من حسن تلک السوق
فخالجت ببالی ان منیتی فیہ مشکورة واو
فیہ مستورة حتی لیسر اللہ لی تحریر تلک المبا
الاقدسیة وتقریر تلک المعانی القدسیة
فیا ایھا الناظر ما ظنک بھذا النظام البا
ھذہ لتسوید سدید وجید جدید لمن
کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید
لحظات سرقناھا من ایادی الدھور
والازمان وسمات تنبھناھا من مجالی
افکار ذوی العرفان کتاب فضلہ علی سائر
الکتب العمیم لان اسمہ در الیتیم
فی ایمان اباء النبی الکریم فھا
انا اشرع فی المقصود مترجما علی مقدمة
وفصول وخاتمة ۔

کہ مین ایمان ابوین آنحضرت صلعم مین کچھ لکھون اور او
آیت محکم ونص قطعی سے مضبوط کرون خصوصاً جب
اللہ تعالی نے مجھکو اس آیہ کریمہ مین غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبادت
نہ کرو اور مان باپ سے احسان کرو اور کہو کہ ای پروردگار
اونپر رحم کر تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑہ گیا میرے
دل مین آیا کہ میرا مقصود اس آیت مین پوشیدہ او
میری کوشش اس امر مین مشکور ہے۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس ومطالب مقدس کا لکھنا وبیان کرنا مجھپر آسان
کر دیا لہذا اے ناظر تیرا اس عمدہ رسالہ کی بابت کیا
خیال ہے یہ اونکے لیے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہون قوی تحریر وچست سند ہے ایسے چند گھڑیون مین
مین نے صاحبان عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابون سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام دُرّ الیتیم فی ایمان
آباء النبی الکریم ہے اب مین اسے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور ایک خاتمہ
پر مرتب کرکے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہون ۔

اما المقدمة ففی نسبه الطاهر وحسبه الظاهر فهو سید الاولین والآخرین وخاتم النبیین والمرسلین محمد ابن عبد الله کما فی الحدیث عن انس انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن کنانه بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان الحدیث ؎ وکم اب قد علی بابن ذی شرف ۔ کما علت برسول الله عدنان - الی ههنا مجمع علیه وفی ما فوق ذلك الی آدم خلاف لا نتجاوز عنه قال ابن دحیة اجمع العلماء علی ان رسول الله صلعم انما انتسب الی عدنان ولم یتجاوز عنه وعن ابن عباس انه صلعم کان اذا انتسب لم یجاوز عن معد بن عدنان ثم یمسك ویقول کذب النسابون مرتین او ثلثا رواه فی مسند الفردوس لکن قال السهیلی الاصح فی هذا الحدیث انه من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ - آپکے نسب طاہر و حسب ظاہر کے بیان مین آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین محمد بن عبد اللہ ہین چنانچہ حدیث مین حضرت انس سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہون ؎ اور کون باپ بیٹے کی بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم کی وجہ سے بزرگ ہوے یہان تک نسب متفق علیہ ہے اسکے اوپر تا حضرت آدمؑ اختلاف ہے ہم اوس سے آگے نہین بڑہتے - ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علما نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان تک بیان کیا اور اس سے آگے نہین بڑہتے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان فرماتے تھے تو معد بن عدنان پر رک جاتے اور دو تین بار فرماتے تھے کہ نسب بیان کرنیوالے جھوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس مین ہے لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

وغیرہ کان ابن مسعود اذا قرء قولہ تعالی
الم یاتکم نباء الذین من قبلکم قوم نوح وعاد
وثمود والذین من بعدہم لا یعلمہم الا اللہ
قال کذب النسابون یعنی انہم یدعون علم
الانساب ونفی اللہ تعالی علمہا عن العباد
وروی عن ابن عمر انہ قال انما ننتسب الی
عدنان وما فوق ذلک لا ندری ما ہو
وعن ابن عباس ان بین عدنان واسمعیل
ثلثون ابا لا یعرفون وقال عروۃ بن الزبیر
ما وجدنا احدا یعرف بعد معد بن عدنان
وکلام حافظ الیعمری وابن حجر العسقلانی
والقسطلانی وغیرہم صریح فی ان من عدنان
الی اسمعیل ومن ابراہیم الی آدم خلاف
ثم اختلف فی کراہۃ رفع النسب من عدنان
الی آدم فذہب ابن اسحق وابن جریر وغیرہما
الی جوازہ وعلیہ البخاری وغیرہ من العلماء
وذہب جمع من اہل العلم الی کراہۃ ذلک
منہم مالک فانہ لما سئل عن الرجل یرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یاتکم نباء
الذین الخ پڑہتے تہے تو کہتے تہے کہ نسب بیان کرنیوالے
جہوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ
اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے
مروی ہے وہ کہتے تہے کہ ہم عدنان تک انتساب
کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے ۔
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان و اسمعیل کے
درمیان تیس[۳۰] واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ
بن زبیر نے کہا کہ مین نے ایسا کسی کو نہین پایا جو معد بن عدنان
کے بعد جانتا ہو ۔ حافظ یعمری وابن حجر عسقلانی و قسطلانی
وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل
اور حضرت ابرہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے
پہر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے
کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق وابن
جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری
اور اور علما ہین اور بعض علما اسکے مکروہ ہونے کی طرف
گئے ہین اونہین مین مالک بہی ہین چنانچہ اون سے
جب یہ پوچہا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

[۱] کیا تمکو خبر نہین اون لوگونکی جو تمسے پہلے تہے قوم نوح وعاد اور ثمود اور وہ لوگ جو اونکے بعد تہے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

نسبه الی آدم فکره ذلك، وقال من یخبرکا به
وقد وردت آثار تفید منع رفع النسب من
عدنان الی آدم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا تجاوزوا عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدی وسبب الاختلاف فیما بین عدنان
وآدم ان قدماء العرب لم یکونوا اصحاب
کتب یرجعون الیها وانما کانوا یرفعون الی
حفظ بعضهم من حفظ البعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانیة انتهی وقال
ابن الجوزی ان الیهود اختلفوا اختلافا
متفاوتا فیما بین آدم والنوح وفیما بین الانبیاء
من السنین وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الآباء بینه وبین اسمٰعیل
غیر معروفة وتنقلب فی غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والکثرة فی العدد فاما نسبته
الیه فصحیحة فی الغالب انتهی وفی سبایك
الذهب لابی الفوز محمد بن امین السویدی
البغدادی وقد انتسب صلعم الی عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو بُرا معلوم ہوا کہنے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثیں
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدمؑ تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون ہین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑہو
ابو الفدی نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکہے پڑہے نہین ہوتے تہے بلکہ بعض
بعض سے سُنکر یاد کر لیتے تہے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس لیے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہی ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدمؑ و نوحؑ کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان اور حضرت اسمٰعیلؑ کے درمیان جو واسطے ہین
وہ مشہور نہین اور اکثر اوقات گڑبڑ اور مختلف ہوکر
گہٹ بڑہ جاتے ہین لیکن حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف
اونکی نسبت غالبا صحیح ہے انتہی سبایك الذہب مولفہ
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين واما
النسب من عدنان الى ادم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا ساقه
ابو علي محمد بن اسعد ابن علي النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها واوضحها
وهي روايت شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير للالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
في نسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل ينجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتعيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لا ينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان اباء النبي صلعم الى ادم كلهم مسلمون

جیسا کہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین میں متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب میں البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان نسب کے کہا کہ
اسی طرح سے اسے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کر کے کہا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب میں ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی۔
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑہیں کیونکہ
اوسمیں باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوئے ہیں
جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمیں غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کر کے جھوٹ میں پڑجاے جیسا کہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہوجاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تعییر ہے اور اس سے
حد قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسماء کے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہیں
کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے آباء و اجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیسا کہ بیان

كما ياتى وان لم نعلم اسمائهم وهذا السلسلة الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونزههم وذلك لسيد الاولين والاخرين صلى الله عليه وزاده شرفاً لديه۔

الفصل الاول - قوله تعالى وقضى[١] ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربيانى صغيرا في الدر المنثور اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق على ابن ابى طلحة عن ابن عباس فى قوله وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر عن مجاهد فى قوله تعالى وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہوگا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہوں۔ اور یہ سلسلہ شریفہ عالیہ معزز و مکرم و صاحب شرف و جلالت و نبوت و رسالت ہے تمام مخلوق سے بہتر اور بندگان حق میں سبکا خلاصہ ہے اللہ تعالی نے اونکو سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ و مقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول - اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وقضى ربك الخ درمنثور میں ہے کہ ابن جریر و ابن منذر طریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہوں نے حضرت ابن عباس سے وقضى ربك کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی امر کے ہیں اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہوں نے کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کراو ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدین احسانا میں روایت کی کہ احسان یعنی نیکی ہے میں کہتا ہوں

[١] اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوسکے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں ایک یا دونوں تو اونہہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھکو پالا ۱۲

الا ایاہ واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی
قولہ وبالوالدین احسانًا لقول برًّا - اقول
ہذہ الآیۃ ظاہرۃ مفسرۃ منصوصۃ فی
اسلام والدی رسول اللہ الی آدم اما قولی
ظاہرۃ فلان الظاہر ما ظہر المراد منہ بنفس
الصیغۃ کذا فی الحسامی وہو تعالی امرہ صلعم
حقیقۃ بالاحسان الی الوالدین وبالدعاء لہما
لہما وہو ظاہر لفظ الآیۃ بلا خفاء فان قیل
قد اختلف فی اسلام والدی صلعم اشد اما
قیل ان بعض الآیات والاحادیث تقتضی
عدم اسلامہما فکیف تنفی الظاہر علی حقیقتہ
اقول من قال بکفرہما فلا یعباء لقولہ لان
عبارۃ ہذہ الآیۃ تدل بنفسہا علی اسلامہما
فمن قال ذلک بمجرد الاحتمال فلا یسمع حتی
یورد الدلیل کما ہو قاعدۃ الاصول من ان
الظاہر توجب الحکم قطعًا والدلائل التی
ذکروہا مجروحۃ مردودۃ منہا آیۃ ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم قالوا انہا نزلت
فی والدہ صلعم ففی الدر المنثور اخرج وکیع وسفیان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے۔
لیکن میرا قول ظاہرۃ اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی مین ہے
اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتھ احسان
اور اونکے لیے دعا سے رحمت کرنیکا حقیقتًا حکم دیا اور
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاوے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام مین بعض آیات
واحادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہین لیکر اختلاف
کیا گیا ہے پھر ظاہر لفظ اپنی حقیقتی معنی پر کیسے دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی بمجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدۂ اصولی تاوقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاوے نہ سُنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعًا واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین - اونہین دلائل مین سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ والد آنحضرت صلعم کے حق مین اوتری در منثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عيينة وعبد الرزاق وعبد بن حميد وابن
جرير وابن منذر عن محمد بن كعب القرظي قال
قال رسول الله صلعم ليت شعري ما فعل
ابواي فنزل انا ارسلناك بالحق بشيرا ونذيرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحيم فما ذكرهما حتى توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعيف الاسناد انتهى
واخرج ابن جرير عن داؤد عن ابن ابي عاصم
ان النبي صلعم قال ذات يوم اين ابواي فنزلت
قلت والآخر معضل الاسناد ضعيف لا يقوم به
ولا بالذي قبله حجة انتهى ما في الدرر
ومنها اية ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد
ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم نزلت في والديه
ففي الدر المنثور اخرج ابن ابي حاتم والحاكم وابن
مردويه والبيهقي في الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم يوما الى المقابر فاتبعناه
فجاء حتى جلس الى قبر منهما فناجاه طويلا
ثم بكى فبكينا لبكائه ثم قام فقام اليه عمر فدعاه

ابن عیینہ وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن جریر
وابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوسوقت آیت انا ارسلناک بالحق الخ
اوتری پھر آپنے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا۔ میں کہتا ہوں
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داؤد سے اونہون نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہاں ہیں
تب یہ آیت اوتری میرے نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہے اس سے یا اس سے قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہیں ہوسکتی انتہی ما فی الدرر۔ اور
اونہیں دلائل میں سے یہ آیت ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق میں اوتری درمنثور میں ہے کہ ابن
ابی حاتم وحاکم وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل میں ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لے گئے ہم بھی آپکے پیچھے گئے آپ جاکر ایک قبر کے قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پھر روئے ہم بھی روئے پھر آپ کھڑے
ہوئے اور حضرت عمر کھڑے ہوکر آپکے قریب گئے آپنے انکو

؎ نبی اور مسلمانوں کو اختیار نہیں ہے کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہیں بعد اسکے کہ اونہیں ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور اگرچہ وہ انکے قرابتدار ہوں ۱۲

ثم دعانا فقال ما ابکاکم قلنا بکینا لبکائک قال
ان القبر الذی جلست عنده قبر امی آمنة
وانی استاذنت ربی فی زیارتها فاذن لی وانی
استاذنت ربی فی الاستغفار لها فلم یاذن لی
وانزل علیّ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ فاخذنی ما یاخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلک الذی ابکانی
ومنها ما اخرج ابن مردویه عن بریدة قال کنت
مع النبی صلعم اذ وقف علی عسفان فنظر یمینا
وشمالا فابصر قبر امه آمنة ورد الماء فتوضا
ثم صلی رکعتین ودعا فلم یفجانا الا وقد علا بکاؤه
فعلا بکاؤنا لبکائه ثم انصرف الینا فقال ما الذی
ابکاکم قالوا بکیت فبکینا یا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علینا بما
نعمل قال لم یکن من ذلک شیٔ قالوا فظننا ان
امتک کلفت من الاعمال ما لا یطیقون فرحمتها
قال لم یکن من ذلک شیٔ ولکن مررت بقبر
آمنة فصلیت رکعتین فاستاذنت ربی ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بکائی ثم دعا براحلته

پھر ہمسبکو بلا کر پوچھا کہ تم کیون روتے تھے کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکھکر روتے آپنے فرمایا کہ مین جس قبر کے پاس بیٹھا تھا وہ میری ماں
آمنہ کی قبر تھی مین نے پروردگار سے اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجکو اجازت ملی پھر جب اونکے لیے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور یہ آیت اتری کہ ما کان للنبی الخ لہذا
ماں کی تکلیف سے جیسا رنج اولاد کو ہوتا ہے مجکو بھی ہوا
اسی لیے مین رویا۔ اور ازانجملہ وہ ہے جو ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کی کہ مین عسفان مین آنحضرت
کے ساتھ تھا آپنے وہان ٹھہر کر داہنے بائین دیکھا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکھائی دی آپنے پانی منگا کر وضو کیا پھر دو رکعتین
پڑھکر دعا مانگی تو ہم اوسوقت چونکے جب آپکے رونے کی آواز بلند ہوئی
تب ہم بھی زور سے روئے آپنے ہم سے پوچھا کہ تم کیون روئے تو ہمنے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روتے تو ہم بھی روتے آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجھے
عرض کیا کہ یہ سمجھے کہ عذاب الٰہی ہمپر بوجہ ہمارے اعمال کے نازل ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہین تھی سب نے کہا کہ پھر شاید آپکی امت کو
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بھی نہین بلکہ مین اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر
گذرا اور دو رکعت نماز پڑھکر خدا سے اونکے لیے اجازت استغفار
چاہی تو جھڑکا گیا اسلیے وہ مین میری آواز بلند ہوگئی پھر سواری

فركبها فأسار الاهنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين الآيتين ـ منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطأ عقبيه فقال شاب من
الانصار منهم يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سألتهما ربي فيعطيني منهما
وفي لفظ فيطعمني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدر ـ ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد بن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفى دعاه فقال ان ابي واباك

منگا کر سوار ہوی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سے ٹھہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ ۔ اور
اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے جو ابن منذر و طبرانی
و حاکم نے صحیح سمجھکر روایت کی اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سے اونہوں نے کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تھے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تھی اور وہ جاہلیت میں مر گئی
تو وہ کہاں ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ میں ہے وہ اوٹھ کھڑے ہوے
اور اونکو یہ ناگوار ہوا پھر اونکو رسول اللہ صلعم نے بلایا وہ آئے تو
فرمایا کہ میری ماں بھی تمہاری ماں کے ساتھ ہے تب ایک
منافق نے کہا کہ کیا یہ بھی (آنحضرت صلعم) اوتنی قدر اپنی
والدہ کے کام آئے جتنے ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کے اور ہم ان کے
(آنحضرت صلعم کے) پیچھے ہیں پھر ایک جوان انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکے والدین کہاں ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اونکو میں کچھ خدا سے
مانگونگا وہ مجھکو دیگا (اور ایک روایت میں لفظ فیطعمنی ہے)
اور میں بیشک اوس دن مقام محمود میں کھڑا ہونگا انتہی ما فی الدر
اور اونہیں دلائل سے یہ حدیث ہے جو مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ
اور اونہوں نے ثابت سے اونہوں نے انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا

فی النار. قلت اما قولهم ان اٰیة ولا تسئل الخ نزلت
فی والدیه فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلك كما قال السیوطی فی الدر
فی الحدیث الاول منهما قلت هذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منهما قلت والاخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم به ولا بالذی قبله حجة
انتهی كلامه وقال هو ایضاً فی حاشیته علی البیضاوی
عند تفسیر هذه الاٰیة قوله یعنی البیضاوی نهی
رسول الله صلعم عن حال ابویه قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیه فی حدیث. اقول ونعما
قیل فانه لم یرد فی ذلك الا اثر منفصل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیه والذی یقطع به ان الاٰیة
فی كفار اهل الكتاب كالاٰیات السابقة علیها
والتالیة لها وقد رد ذلك بابلغ تقریر فی مسالك
الحنفاء فی والدی المصطفی وقال الشیخ الشبراملسی
فی حاشیة المواهب فی بحث ایمان امه صلعم
عند ذكر حدیث لیت شعری ثم لیت فی مسالك
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الاٰیة لم یخرج

تو پھر اسکو بلا کر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں مگر میرے
نزدیک انکا قول کہ آیۃ ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
میں اتری ہے مردود ہے اسلیئے کہ دونوں حدیثیں حجت کے لائق نہیں ہیں
باطل ہیں جیسا کہ سیوطی نے درمنثور میں متعلق حدیث اول کہا کہ
میرے نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہے اور دوسری کے متعلق کہا
کہ یہ معضل الاسناد ضعیف ہے اس سے یا اس سے پہلی والی حدیث سے
کوئی حجت نہیں قائم ہو سکتی کلام سیوطی تمام ہوا اور انہیں نے بھی
حاشیہ بیضاوی میں اس آیۃ کی تفسیر میں کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنے والدین کے حال سے روکے گئے تو شیخ ولی الدین
عراقی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کونسی حدیث ہے میں کہتا ہوں
کہ کیا خوب کہا ہے کیونکہ اسکے متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کے مروی نہیں ہے اسکا اعتبار نہیں اور جس سے
یقینی قطع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیۃ آیات سابقہ اور بعد والی آیات
کی طرح کفار اہل کتاب کے حق میں ہے اور اسکے متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ میں کی گئی اور شیخ
شبراملسی نے حاشیہ مواہب میں بحث ایمان والدہ آنحضرت صلعم
حدیث لیت شعری کے ذکر میں کہا ہے کہ پھر میں نے مسالک
الحنفاء مصنفہ جلال الدین سیوطی میں دیکھا کہ حدیث لیت
شعری الآیۃ کسی معتمد حدیث کی کتاب میں نہیں نکلی

في شيء من كتب الحديث المعتمدة وانما ذكره في
بعض التفاسير بسند منقطع لا يحتج به ولا يعول
عليه ثم ان هذا مردود بوجوه اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البيان انتهى ما ذكر في الحاشية
وفي رسالة عبد الحليم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فريد بن ركن الدين ابن مبارك في بيان
اسلام ابوى النبي صلعم قال وحديث ياليت
شعري لم يخرج في شيء من كتب الحديث مع انه
معارض لما اخرجه ابن الجوزي من حديث
علي مرفوعا هبط جبرئيل علي فقال ان الله يقرئك
السلام ويقول اني حرمت النار على صلب انزلك
وبطن حملك وحجر كفلك انتهى واما قولهم اية
ما كان للنبي الخ نزلت في حق ابويه فمردود بانها
نزلت في حق المشركين وسبب نزولها ان النبي صلعم
كان يستغفر لعمه ابي طالب وان بعض الصحابة
كان يستغفر لوالديه وهما مشركان اخرجه البخاري
ومسلم واحمد بن ابي شيبة والنسائي وابن
جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم وابو الشيخ
وابن مردويه والبيهقي في الدلائل عن سعيد

بلکہ اسکو بعض تفسیرون مین بسند منقطع ذکر کیا ہی جس سے نہ کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ اوسپر خیال ہو سکتا ہی علاوہ برین
یہ کہی وجہون سے منجملہ اصول و بلاغت و اسرار بیان مردود
ہی مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک مین
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم مین ہی لکہا ہی کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب مین نہین نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کی معارض ہی جو ابن جوزی نے
حدیث علی سے مرفوعًا روایت کی کہ جبرئیل مجہپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپپر بعد سلام یہ کہا ہی کہ مین نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹہایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہے لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کی بابہ مین اوتری
تو یہ مردود ہی کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق مین اوتری
جسکا شان نزول یہ ہی کہ جیسے آنحضرت صلعم اپنی چچا ابی طالب
کیلیے استغفار کرتے تہے ویسے بعض صحابہ بہی اپنے مشرک والدین
کیلیے استغفار کرتے تہے بخاری و مسلم و احمد و ابن ابی شیبہ
و نسائی و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین سعید

بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبي عنده الى ان قال لاستغفرن
لك ما لم أنه عنك فنزلت ما كان للنبي و روي
ذلك عن علي وعمر ابن دينار و محمد ابن كعب
القرظي و سعيد بن مسيب والقتادة والحسن
واخرج الطيالسي وابن ابي شيبة واحمد والترمذي
والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن
ابي حاتم وابو الشيخ والحاكم وصححه ابن مردويه
والبيهقي في شعب الايمان والضياء في المختارة
عن علي قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما
مشركان فقلت تستغفر لابويك وهما مشركان
قال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت ذلك
للنبي صلعم فنزلت ما كان للنبي و روي عن ابن
عباس من طريق علي ابن ابي طلحة انهم كانوا
يستغفرون لهم حتى نزلت ونحوه عن محمد بن كعب
فهذه صريحة في ان الاية نزلت في حق عمه
ابي طالب وحق غيره والديه واما ما روي عن ابن
عباس من طريق عطية العوفي وعكرمة انها
نزلت في ابيه فقال السيوطي اولا بانه ضعيف

بن المسیب سے اونھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابو طالب آنحضرت صلعم اونکے پاس گئے یہانتک
کہ آپنے فرمایا کہ میں تمہارے لیے استغفار کیے جاونگا جبتک مجھکو
منع نہ کیا جاوں تب یہ آیتہ اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
و عمرو ابن دینار و محمد بن کعب قرظی و سعید بن المسیب و قتادہ
و حسن سے یہ روایت کی گئی اور طیالسی و ابن ابی شیبہ و احمد
و ترمذی و نسائی و ابو یعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن
ابی حاتم و ابو الشیخ و حاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے مختارہ میں
حضرت علی سے کہ میں نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق میں
استغفار کرتے سنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک ماں باپ کے لیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کے لیے استغفار نہیں کیا میں نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
یہ آیتہ اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس
سے بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا و اجداد
کے لیے استغفار کرتے تھے تب یہ آیتہ اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریحی دلیل ہے کہ یہ آیتہ آنحضرت کے چچا
ابی طالب و غیرہ کے حق میں نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی و عکرمہ مروی ہے کہ یہ آیتہ آپکے والدین کے حق میں

ومعلول لان عطية ضعيف وهو مخالف لرواية
علي بن ابي طلحة المتقدم وعلي ثقة جليل و
رد الثاني بان سنده ضعيف لا يعول عليه
وكذلك يرد بان الاحاديث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت في حق ابي طالب وغيره من المشركين
واما حديث بريدة الذي اخرجه ابن مردويه
وفيه انه عليه السلام مر على قبر امه ثم
استاذن ان يستغفر لها فبكى الخ فانزل الله
ما كان للنبي فظاهره ان سبب نزول الاية
قصة امه وهذا مرجوح لما تقدم ان الاحاديث
الكثيرة المشتهرة صرحت بان سبب نزولها قصة
عمه ابي طالب وما كانوا يستغفرون لاباءهم
المشركين سوى اباء النبي واما الاستيذان في الاستغفار
والنهي عنه فعلى تقدير ثبوته فهو لا ينافي ثبوت
اسلامهما بل يمكن الجمع بينه وبين ما تقدم بان
استغفاره لهما ما كان لاجل الشرك بل استغفارا
مخصوصا كاستغفاره ان لا يكون عليهما عذاب
بالكلية فنهي عن ذلك لاحتمال استحقاقهما
بعض عذاب تطهيرا كما يشير اليه ما في اية

اور تری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی ابن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ جلیل ہیں اور دوسری کو اسطرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے جسپر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ایسی ہی وہ رد کی جائیگی
کہ پہلی حدیثیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ یہ آیۃ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق میں اوتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمیں یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گذرے پھر اونکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیۃ ما کان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے یہ ہے
کہ اس آیۃ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایۃ مرجوح
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور اون لوگونکا قصہ ہے جو اپنے
آبا مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے بجز آبا نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر لیا ہو
تو بھی انکے ثبوت اسلام کو منافی نہیں بلکہ جمع بین الروایتین
یون ممکن ہے کہ انکے لیے آنحضرت صلعم کا استغفار بسبب شرک کے نہین تھا
بلکہ اسلیے کہ ان پر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تھا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت و یطہرکم

اهل بيته ويطهركم تطهيرا لانها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كهذا
لبعض عصاة المومنين فلما نهي عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضا رواية
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ما شاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيا
لي امي فامنت بي وايضا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعا ورواه ابن شاهين عنها ذهبت
لقبر امي فسالت الله ان يحييها فاحياها الله
فامنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطہیرا جو اہل بیت کے حق میں نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہے اسلیے کہ وہ آپکی اہل بیت سے اقرب تھیں اور یہ عذاب
منافی اسلام نہیں جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت ہی کے سبب اونکی حال شفقت سے رونے میں آپکی
آواز بلند ہوگئی علاوہ اسکے اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان میں ہے جو مکہ سے دو کوس ہے آپکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہے کہ اونکی قبر حجون میں ہے
جو مکہ میں ہے اور اسکی مخالف یہ روایۃ بھی ہے کہ اونکی قبر
ابوا میں ہے جہاں وفات پائی اور وہ مابین مکہ معظمہ و مدینہ
منورہ ہے بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اوس حدیث میں جو عدم
اجازت ظاہری ہے پس اور حدیثوں میں بھی تو اوسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہے جو طبرانی نے اپنی سند سے اونسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون میں ملول غمگین اوترے اور دیر تک ٹھہرے
رہے پھر خوش خوش پلٹے اور فرمایا کہ میں نے خدا سے سوال کیا اور
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لائیں خطیب نے
مرفوعا حضرت عایشہ سے اور ابن شاہین نے بھی اونسے روایت کی
کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کرنیکا سوال کیا
اونے اونکو زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لائیں پس کہا ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہے اور اسکی اسناد میں محمد بن زیاد نقاش ہے

مجهولان فات وقال ابن حجر في اللسان اما
محمد بن يحيى فليس بمجهول بل معروف
وقال في الميزان في ترجمة احمد بن يحيى
الحضرمي روى عن حرملة التجيبي واعانه
ابن يونس واما النقاش فقال الذهبي
صار شيخ المقريين في عصره على ضعف فيه
وقد اطال في اللآلي الكلام على هذا الحديث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
الفت في ذلك جزءا انتهى وايضا روى
ابو حفص ابن شاهين في كتاب الناسخ
والمنسوخ له بلفظ قالت عائشة حج بنا
رسول الله حجة الوداع فمر بي على عقبة
الحجون الى ان قالت ثم عاد وهو فرح متبسم
فقال ذهبت لقبر امي فسألت ربي ان
يحييها فاحياها فآمنت بي وصحح الحديث
جماعة ولكن يمكن الجمع بين حديث عائشة
واحاديث عدم الاذن بانه منع اولا ثم احييت
بعد ذلك وآمنت به فيكون حديث عائشة
ناسخة لما يخالفه من الاحاديث كما ذكره السيوطي

جو ثقہ نہیں اور احمد بن یحیی حضرمی و محمد بن یحیی زہری یہ دونوں
مجہول ہیں میں نے کہا کہ ابن حجر نے لسان المیزان میں
لکھا ہے کہ محمد بن یحیی مجہول نہیں بلکہ معروف ہے اور میزان میں
احمد بن یحیی حضرمی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ حرملہ تجیبی سے
روایت کی اور اوسکو ابن یونس نے اعانت دی لیکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روایت کے وہ اپنے زمانہ میں
شیخ المقربین تھے اور لآلی میں اس حدیث پر بہت بحث کی ہے
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
میں نے اس بارہ میں ایک جزو تالیف کیا ہے نیز ابو حفص
ابن شاہین نے کتاب ناسخ و منسوخ میں بلفظ روایت کی
کہ حضرت عایشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کیا اور عقبہ حجون پر گذرے یہانتک کہ حضرت عایشہ نے
فرمایا کہ پھر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمایا کہ اپنی والدہ کی
قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کر دینے کا سوال کیا اوس نے زندہ
کر دیا وہ مجھپر ایمان لائیں اور ایک گروہ نے حدیث کی تصحیح کی
لیکن حضرت عایشہ کی حدیث اور دوسری حدیثوں میں جو
دربارہ عدم اذن ہیں جمع یوں ممکن ہے کہ آنحضرت پہلی منع کیے گئے پھر
اونکی والدہ زندہ کی گئیں اور وہ ایمان لائیں تو حدیث حضرت
عایشہ اپنی مخالف حدیثوں کی ناسخ ہوگی جیسا کہ سیوطی نے

في الرسالتين بقوله وقد جعل هولاء الائمة اي الذين
صححوا حديث عايشة هذا الحديث ناسخا للاحاديث
الواردة بما يخالف ذلك ونصوا على انه متاخر عنها
فلا تعارض بينه وبينها فقول هولاء الائمة معتبر
وقول النافين لا يسمع لان المثبت مقدم على
النافي واما ما روى مسلم عن انس من حديث ان ابي
واباك في النار ففي حاشية المواهب ان عبارة الشامي
في نسبته صلعم نفيها وروى مسلم من طريق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه فقال ان ابي
واباك في النار لم يتفق عليه الرواة وانما
ذكره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابي واباك في النار
ولكن قال له اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والده صلعم
بامر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان
معمرا اثبت من حماد ثم قال وجدنا الحديث
ورد من حديث سعد ابن ابي وقاص
بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس

اپنے دو رسالوں میں بایں قول ذکر کیا ہے کہ ان
ان ائمہ نے جنہوں نے حدیث عایشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اسکی مخالف حدیثوں کو اس سے
منسوخ کیا ہے کہ وہ اون سے متاخر ہے پس اسمین اور اونمین
تعارض نہیں تو ان ائمہ کا قول معتبر ہے اور نفی کرنیوالوں کا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی واباک فی النار تو حاشیہ
مواہب میں ہے کہ شامی کی عبارت آنحضرت صلعم کی نسبت نفی
اوسکی خلاف ہے اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے
فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا تو پھر اوسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے یہ حدیث متفق علیہ نہیں اور
اسے حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اسکے
مخالف یوں ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی واباک فی النار
لیکن اوس سے یہ فرمایا کہ جب تجھے کسی کافر کی قبر پر گذر ہو تو اوسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ ہیں جنمیں آنحضرت صلعم کے والد پر
کسی طرح کوئی دلالت نہیں اور یہ بحیثیت روایت اثبت ہے کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہیں پھر کہا کہ ہمنے ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ویسی ہی ہے جیسی معمر نے ثابت سے اونہوں نے

فروی البزار والطبرانی والبیهقی من طریق
ابراهیم ابن سعد عن الزهری عن عامر
ابن سعد عن ابیه ان اعرابیاً قال لرسول
الله صلعم این ابی قال فی النار قال فاین
ابوك قال حیث مررت بقبر کافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد علی شرط الشیخین فتعین
الاعتماد علی هذا اللفظ وتقدیمه علی غیره
وقد زاد الطبرانی والبیهقی فی اٰخره قال
فاسلم الاعرابی بعد فقال لقد کلفنی رسول
الله تعبا ما مررت بقبر کافر الا بشرته بالنار
انتهی وقال الشیخ ابن حجر فی شرح الهمزیة
ما ملخصه وحدیث مسلم قال رجل
یا رسول الله این ابی قال فی النار فلما
قفا دعاه فقال ان ابی واباك فی النار
واظهر تاویل عندی انه اراد بابیه عمه
ابا طالب لان العرب تسمی العم ابا
وقرینة المجاز فیه الاٰیة الاٰتیة الشاهدة
بخلافه علی اصح محاملها عند اهل السنة
وان عمه الذی کفله بعد جده عبد المطلب

انس سے روایت کی پس بزار وطبرانی وبیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے اونہون نے زہری او نہون نے عامر بن سعد او نہون
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچہا کہ میرا باپ کہان ہی فرمایا کہ دوزخ مین کہا کہ اور آپکے والد
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد بر شرط شیخین ہین تو اس لفظ پر اعتماد اور
اپنے غیر پر اسکے تقدیم متعین ہوئی اور طبرانی وبیہقی نے اسکے
آخر مین یہ زیادہ کیا پہر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجہکو
رسول اللہ نے مکلف فرمایا کسی کافر کی قبر پر مین نہین گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہے ۔ اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اور مسلم کی حدیث ہی کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی فرمایا کہ دوزخ مین
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابو طالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آیندہ آیت مین صحیح محل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تہے جنہون نے عبد المطلب کے بعد
آپ کو پرورش کیا یا یہ قبل آپ پر اس آیۃ وما کنا
معذبین نازل ہونے کے ہو جیسا کہ مروی ہے

اوكان ذلك قبل ان ينزل عليه وما كنا
معذبين كما وقع انه سئل عن اطفال المشركين
فقال هم مع ابائهم ثم سئل عنهم فذكر انهم
في الجنة انتهى ويمكن انه اراد بهذه النار
بالنسبة الى ابيه نار التطهير التي هي لبعض
عصاة المومنين وانما اطلقها التسلية لذلك
الرجل لما راٰه غضبان فهو من باب التعريض
خشية ان يرتد ولا يلزم من ذلك الكفر واما
حديث امي مع امكما فهو ضعيف و تصحيح الحاكم
له رده في الدر بقوله وتعقبه الذهبي وايضا
قال عبد الحليم في رسالة في اسلام اباء الكرام
واما حديث امي مع امكما فضعفه الدار قطني
فبين الذهبي ضعفه وحلف عليه يمينا
شرعيا انتهى على ان ذكر المعية في النار لا يلزم
منه الكفر بل يتعين حمله على نار التطهير كما
تقدم ذلك في حديث ان ابي واباك وما
يرد ما ذكروه من الدلائل ايضا ما تقرر في القواعد
الاصولية والكلامية بالاتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم في الجنة ومر قو

آپ سے مشرکین کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنے
والد کی طرف منسوب کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور یہ آپ نے اوس شخص سے اوسکے غصہ
پاکر بطور تسلی کہا ہو محض اس اندیشہ سے کہ کہین مرتد ہو جائے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو یہ ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو درر مین
اپنے اس قول سے کہ وتعقبہ الذہبی رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آبائہ الکرام مین
لکھا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دارقطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کہائی انتہے۔ علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جاے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی واباک مین گذرا اور اون کے دلائل یون
رد ہوتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
بالاتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ایضاً بان الاصل فی بنی آدم الاسلام بوجهین
احدهما ان آدم مسلم وثانیهما قوله صلعم
ما من مولود یولد الا علی فطرة الاسلام وهو
قوله تعالی الست بربکم قالوا بلی وکذا فی بنی
نوح وابراهیم الاسلام بوجهین احدهما کونهم
علی فطرة الاسلام وثانیهما انهما مسلمان لا
نزاع ان کل من ولد فی قوم فهو علی دینهم
حتی یثبت من الخارج خلافه فمن ولد فی
المسلمین فهو مسلم ومن ولد فی الیهود والنصاری
فهو منهم وهذا شائع الی زماننا هذا ویترتب
علیه الاحکام فمن تکلم بکفر اولاد المسلمین
فعلیه اثبات الذی یعارض هذا الحکم
والتحقیق فی ولد ابراهیم انهم علی ملته
وما بعث الیهم رسول سوی اسمعیل وهو
علی ملة ابیه وملته ما نسخت وباقیة
الی زمن نبینا صلعم بل ملة نبینا هی ملة
ابراهیم لقوله تعالی ملة ابیکم ابراهیم هو
سمٰکم المسلمین وقوله اتبع ملة ابراهیم حنیفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تھے
دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود
ایسا نہیں جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہو اور وہ
اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم
قالوا بلی اور اسی طرح اولاد حضرت نوح و ابراہیم مین بھی
اسلام دو وجہوں سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام
پر تھے دوسری یہ کہ وہ دونوں مسلم تھے کیا تمکو یہ نہین معلوم
کہ جو کسی قوم مین پیدا ہو وہ اونہین کے دین پر ہے جب تک
بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانوں مین
پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاری مین پیدا ہوا
وہ اونہین سے ہے اور یہ اب تک شایع ہے اور اسی پر احکام
مترتب ہوتے ہین تو جو کوئی مسلمانونکی اولاد کی کافر ہونیکے
متعلق کہے وہ اس حکم کے خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت
ابراہیمؑ کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکی مذہب پر تھی اور اونکی پاس
بجز حضرت اسمعیلؑ کے کوئی رسول نہین بہیجا گیا اور وہ بھی
اپنے والد کی تبیع تھے اور اونکا مذہب منسوخ نہین ہوا ہمارے
حضرت کے زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملۃ ملت ابراہیمی ہی
تھی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ملۃ ابیکم الخ یا اتبع ملۃ ابراہیم

سلہ کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون کہا سب نے ہان ہے ۱۲ سلہ تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکہا ہے ۱۲ سلہ پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے۔

فعلی هذا کلهم مسلمون الا من یثبت کفره
ولیسوا من اهل الفترة بل علی الفطرة
واما قولی منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحا علی الظاهر بمعنی فی المتکلم نحو قوله
تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الایة
فانه ظاهر فی الاطلاق ونص فی بیان العدد لانه
سیق الکلام لاجله کذا فی الحسامی علم منه
ان زیادة وضوح النص علی الظاهر هو سیق
الکلام لاجل المعنی الظاهر من نفس الصیغة
ولا شک ان الکلام ههنا سیق لحصر العبادة
فی الله والاحسان الی الوالدین ومنه الدعاء
بالرحمة المامور به فی قوله وقل رب ارحمهما
وذلک هو الظاهر من لفظ الایة واما قولی
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا علی
وجه لا یبقی فیه احتمال التخصیص والتاویل
کذا فی کتب الاصول فزیادة وضوحه علی النص
هو عدم احتماله التخصیص والتاویل فان الالف
واللام فی الوالدین للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تھے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا اور
اہلِ فترت مین نہین تھے بلکہ فطرۃ پر تھے اور میرا یہ قول
منصوصۃ اس لیے ہی کہ نص وہ ہے جو بظاہر متکلم مین
معناً وضاحت بڑہا دے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد
کہ فانکحوا الخ پس یہ اطلاق مین ظاہر ہے اور بیان
عدد مین نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی مین ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغہ سے معنی ظاہر ہین اور بیشک یہان پر کلام
حصر عبادت فی اللہ و احسان الی الوالدین و دعا
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمہما
مین حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیۃ سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرۃ اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑہا دے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت ہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہان پر احتمال تخصیص
وتاویل بھی نہین ہے کیونکہ والدین مین الف لام

سه ١ پس نکاح کرو تم جو تم کو بھلی معلوم ہوں عورتون سے ١٢

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف
اما للعهد الخارجي والذهني واما لاستغراق
الجنس واما لتعريف الطبيعة لكن العهد
هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة
كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد تعين
الاستغراق فيشتمل كل والدين فهو بحسب
ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكنه بقي فيه
احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت
الاحاديث المصرحة باسلام الكل يثبت ان
المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام
يثبت فيه الحكم قطعاً فتحقق قطعية دخول
كل ابائه في عموم وبالوالدين احسانا وقل
رب ارحمهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين
حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى مافوقها
مجاز واستغراق اللفظ في حقيقته ومجازه معاً
لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه
المتعارف معاً جائز عند الشافعي اذا لم يتنافى
المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة
الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

بقاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیون کا یہ قول ہے
کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا
استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد
اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح
میں ہے لہذا جب لام عہد ثابت نہ ہوگا تو لام استغراق
مقرر ہوگا جو کل والدین کو شامل اور بظاہر عام اور
اوسکے کل افراد کو مستغرق ہوگا لیکن اوسمین احتمال تخصیص
و ارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ سبکے اسلام
کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہوگا کہ عموم مراد ہے اور
احتمال تخصیص اوٹھ جائیگا اور عام مین حکم قطعاً ثابت ہوگا
پس وبالوالدین الخ کے عموم مین کل آباء و اجداد کا
داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جاے کہ لفظ والدین
کا اطلاق طبقہ اولیٰ پر حقیقۃً اور اوسکے مافوق پر مجازاً ہے
اور استغراق لفظ حقیقت و مجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو
ہم کہین گے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت و مجاز متعارف
مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون
معنی ایک دوسرے کے منافی نہ ہون پس کیون نہ
جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابی حنیفہ
کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جاے

المجاز فان قيل يحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف اليه وان المعنى ولو الديكم
احسانا وقل رب ارحم والدي فكيف يكون
للاستغراق قلنا فعلى هذا الوالدان مضاف
الى الضمير المبدل عنه الالف واللام والاضافة
تكون عهدية واستغراقية كما قال الچلپي في
حاشية البيضاوي في سورة ابراهيم الاضافة
كلام التعريف تكون عهدية وجنسية فحيث
لا عهد تحمل على الاستغراق انتهى فحملها
على الاستغراق يكفي فيه عدم ظهور العهد
فكيف اذا دلت الدليل على ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ايضا وحكم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتى يظهر ما يدل على
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
كما ذكره البزدوي فالوالدان ههنا يكون مجملا
في ان المراد كل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بينت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الاية قطعية من هذا الوجه

کہ یہان پر الف و لام بدل مضاف الیہ کا محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ و لوالدیکم الخ ہذا استغراق کیلیے
کیسے ہوگا تو ہم کہین گے کہ اس بنا پر ہے یہین والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا الف لام تعریفی اور
اضافت دونون عہدی و استغراقی ہوسکتے ہین جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی مین سورۃ ابراہیم مین کہا کہ
اضافت الف لام تعریف کی طرح عہدی و جنسی بہی ہوتی
ہے تو جہان عہد نہین وہان استغراق پر محمول ہوگی انتہیٰ
تو حمل استغراق مین عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادہ استغراق پر دلالت کرے گی تو استغراق و عموم
اس وجہ سے بہی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علما کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادہ عموم و خصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر نہو جائے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہان مجمل ہوگا اس امر مین کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کردی اور اجمال کی تفسیر کردی اور اس
وجہ سے بہی قاعدۂ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ مین ہے کہ خبر واحد جب بیان

الاستثناء حسب القاعدة الاصولية قال في العناية
خبر الواحد اذا لحق بيانا للمجمل كان الحكم بعده
مضافا الى المجمل دون البيان انتهى
اما قولى محكمة في اسلام والدى النبى صلعم الى
آدم فلان المحكم ما ازداد قوة واحكم المراد
منه عن التاويل والتبديل لا يكون الا بالنسخ
ولا نسخ ههنا في حق الوالدين فان قوله
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما لفظ عام
وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدين
الى آدم ثم انه صح ذلك عام في الوالدين
المسلمين والكافرين وقد كانت الصحابة
يستغفرون لابائهم الكفار وكذلك استغفر صلعم
لعمه ابي طالب حتى نزلت ما كان للنبي الخ
وآية وما كان استغفار واستغفر لهم او
لا تستغفر لهم فهذه الآيات صارت ناسخة
لطلب الرحمة للكافرين من الآية الاولى
ولكن لسبب ورود النسخ اشتبه على النبي صلعم
المراد من وقل رب ارحمهما في حق والديه
بالخصوص وحكمه باق في حقهما لكونهما مسلمين

مجمل سے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل ہی کی طرف
مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہی لیکن میرا
یہ قول کہ محکمۃ فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے
کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زور دار ہوں اور مراد قوی
اوس سے تبدیل سے اور تبدیل بغیر نسخ نا ممکن اور نسخ
یہان پر حق والدین میں ہی نہیں کیونکہ جناب باری کا
ارشاد وبالوالدین الخ لفظ عام ہے اور اوپر گذر چکا
کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ
اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین میں عام ہے صحابہ اپنے
آباء کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے
بھی اپنے چچا ابوطالب کے لیے استغفار کیا تا آنکہ آیات
ما کان استغفار اور استغفر لهم او لا
تستغفر لهم نازل ہوئیں تو یہ آیتیں کفار کے
حق میں استغفار کرنے کے لیے پہلی آیت سے ناسخ
ہوئیں لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ
ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین
ہی کے حق میں خصوصا مراد ہے اور اوس کا حکم
اون کے حق میں بوجہ اون کے مسلمان ہونیکے
باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہوا تو یہ آیتہ

او منسوخ لعدم اسلامهما فصارت الآيات
فی حقهما مجملة ولهذا الاشتباه كان صلعم يقول
ياليت شعری ما فعل ابوای علی تقدير ثبوته
فبعد ذلك اخبر صلعم باسلامهما فزال الاجمال
هذه الآية وصارت محكمة فی اسلامهما۔

الفصل الثانی اعلم انه قال صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح السفاح هو الزنا فی
رد المحتار حاشية در المختار قوله صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح ای لا من زنا والمراد
به نفی ما كانت عليه الجاهلية من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم يتزوجها وقد استدل
بالحديث المذكور فی الفتح ايضا ووجهه انه صلعم
سمی ما وجد قبل الاسلام من انكحة الجاهلية
نكاحا ولا يقال انه فيه اساءة ادب لاقتضائه
كفر الابوين الشريفين مع ان الله احياهما له
وامنا به كما ورد فی حديث ضعيف لانا نقول
ان الحديث اعم بدليل رواية الطبرانی وابی نعيم
وابن عساكر خرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم الی ان ولدنی ابی وامی

اون کے حق مین مجمل ہو گئین اسی اشتباہ سے آنحضرت صلعم
فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر یا اونکے ثبوت کے
پھر جب آنحضرت کو اونکے اسلام کی خبر دی گئی تو اون آیتوں کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیتیں اونکے ثبوت اسلام کے لیے مثبت و ظاہر ہو گئین

دوسری فصل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
مین نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا ردالمحتار
حاشیہ درمختار مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ملتی تھی
پھر نکاح کر لیتی تھی اور فتح مین بھی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاح ہای جاہلیت
قبل اسلام کا نکاح نام رکھا یہ نہ کہا جائیگا کہ بوجہ اقتضا
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمین بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لاے جیسا کہ
حدیث ضعیف مین ہے اسلیے کہ ہم کہیں گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی وابی نعیم وابن عساکر کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہیں ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
ماں باپ نے مجھکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجھکو بالکل

لم اصیبنی من سفاح الجاہلیۃ شیء انتہی
فینبغی للعاقل ان یتیقن ان لیس فی ہذہ
السلسلۃ الشریفۃ کافر لان الکفر اشد من
الزنا فاذا لم یکن فیہا الزنا فکیف یکون الکفر
وایضاً الاسلام یعلی شرافۃ النسب کما ذکر
الفقہاء وقد فشی ذکر اسلامہما بین المتاخرین
وکان مستوراً عن المتقدمین اذ العلم نور
یقذفہ اللہ فی القلوب فاجمع رسالات
فی ہذا الباب وابدع مقالات جمعت فیہا
السؤال والجواب رسائل الشیخ جلال الدین
السیوطی فانہ کتب فی ہذہ المسئلۃ ست
رسائل وبسط فیہا المقالات والدلائل فقال
السیوطی اولاً فی الدیباجۃ الرسالۃ الثالثۃ
ہذا ثالث مؤلفات الفتہ فی مسئلۃ والدی
رسول اللہ صلعم وہو اخصرہا واوجزہا فاقول
ذہب جمع کثیر من الائمۃ الاعلام الی انہما
ناجیان ویحکم لہما بالنجاۃ فی الآخرۃ وہم
اعلم الناس باقوال من خالفہم وقال بغیر
ذلک ولا یقصرون عنہم فی الدرجۃ ومن

لگاؤ نہین۔ تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ
مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہ ہوگی
تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑہاتا ہے جیسا کہ
فقہا نے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین
مین پہیلا اور متقدمین سے پوشیدہ تہا کیونکہ علم ایک
نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ
مین شیخ جلال الدین سیوطی کے بطور سوال وجواب
نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس
بحث مین مدلل و بسیط چہہ رسالے لکہے اور اولاً
تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکہا کہ مسئلہ والدین
رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف
ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ
اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور
اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زیادہ
جانتے تہے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین
اور اون سے زیادہ کون آثار و احادیث کا حافظ
اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ اقسام
علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد
الناس للادلة التي استدل بها ولشانك
فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون
من الفنون خصوصاً الاربعة التي يستمد
منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث
قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة
رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه
مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ في الحديث
وصحة النقد له وطول الباع في الاطلاع
على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم
فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث
التي استدل بها ولشانك معاذ الله بل
وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها
بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا
لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسي انتهت
الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون
بالنجاة على سبل-

السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة
لانهما كانا في زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے
پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ اصولیہ
وفقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول
فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی
حدیث شریف کی وسعت کے ساتھ حفظ
کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر
جو کچھ اطلاع ہو اوس پر طویل بحث کرنے
اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت
ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ
وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے
بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین خوض
کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات
دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کر سکتا
اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط
دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ
قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف
کیا ہے۔

پہلی سبیل۔ یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ
وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون مین

المشرق والمغرب فلم يكن امثالك احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انهما فقيدتا في
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان والده
عاش نحو ثمان عشرة سنة ووالدته ماتت
نحو العشرين مع كونهما مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام واصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضي مدة يمكنه فيه التامل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا او مات بعد المدة
غير معتقد شيئا نعم البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد في الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام في التحرير لكن

جہل پہیل گیا تہا اور کوئی ایسا بہی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی مین ہو گئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہین جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کرکے تلاش کرتے اسلیے
کہ آپکے والد کی اٹہارہ اور والدہ کی تقریبًا بیس
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ و اشاعرہ اہل کلام و اصول فقہ ناجی ہے
اور جنت مین داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لاتے
ہین انتہی اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جسکو دعوت [illegible]
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جس مین تامل کر سکتا
تہا مر گیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوسپر
عذاب نہین بخلاف اوس کے جو کفر کا معتقد ہوا اور
پہر مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مر گیا ہے تو
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت قبول نہین ہو سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن [illegible]

هذا فی غیر من مات معتقدا الکفر فقد صرح
النووی والفخر الرازی بان من مات قبل البعثة
مشرکا فهو فی النار وعلیه حمل بعض المالکیة
ما صح من الاحادیث فی تعذیب اهل الفترة
بخلاف من لم یشرك منهم ولم یوحد بل بقی
عمره فی غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف وبخلاف
من اهتدی منهم بعقله کقس ابن ساعدة وزید
ابن عمر ابن نفیل فلا خلاف فی نجاتهم وعلی هذا
فالظن فی کرم الله تعالی ان یکون ابواه صلعم
من احد هذین القسمین بل قیل ان اٰبائه
کلهم موحدون لقوله تعالی وتقلبك فی
الساجدین لکن رواه ابو حیان فی تفسیره
بانه قول الرافضة ومعنی الاٰیة وترددك
فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وفی مناقب
الکردی من مات علی الکفر ابیح لعنه الا
والدی رسول الله لثبوت ان الله احیاهما
له حتی اٰمنا به فی شرح الهمزیة لابن حجر
الهیتمی قوله لثبوت ان الله احیاهما یعنی
لثبوت ذلك فی حدیث ذکره غیر واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی و فخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ اون احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہین بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہوا اور نہ موحد اور عمر غفلت مین کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہون نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ و زید
بن عمر بن نفیل تو انکے نجات مین اختلاف نہین اسیلیے
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کو والدین
بہی انہین کسی قسم مین ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپکے
کل آبا موحد تہے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے
کہ وتقلبك فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر مین اسکو رافضیہ کا قول کہہ کر رد کیا ہے اور معنی
آیۃ یہ کہی ہین کہ تمہارا تردد تہجد گزارون کی حالات پر نظر
کرنے مین اور مناقب کردی مین ہی کہ حالت کفر مین مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی مین ہے کہ قولہ لثبوت ان اللہ
احیاھما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کہ جسکو ایک سے زائد

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو
ان الله احياهما فآمنا به خصوصية لهما ومحل
كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية
وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس
بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداءً
كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد
موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر
ولا ينافي ايضا ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر
ولا ما في صحيح المسلم وكون الايمان عند المعاينة
غير نافع فكيف بعد الموت فذلك في غير الخصوصية
التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الآيات
والاحاديث ناسخة لكل ما خالفها من الاحاديث
في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة
جماعة آخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني
انتهى ما قال السيوطي۔

السبيل الثاني۔ ان الله احياهما له
فآمنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى
هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ
الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جنہوں نے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ
نہین ہوئے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے
یہ اونکی خصوصیت تھی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت
نافع نہین خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک یہ صحیح ہو کہ آنحضرت پر
آفتاب بعد غروب کے دکیا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے
نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کیلیے ہوا ویسے
یہ بہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی
نہین اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف
منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا
وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پھر بعد موت کیسے ہو سکتا ہے
تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سے اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علما نے کہا کہ آیات و احادیث
اون کل باتونکی ناسخ ہین جسکے مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین
ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ
ابن حجر عسقلانی ہین۔ قول سیوطی تمام ہوا۔

دوسری سبیل۔ یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کیلیے
زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لائے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع میں
ہوا اور اسکی طرف بہت سی ائمہ وحفاظ احادیث مائل
ہوئے ہین اور حدیث حضرت عائشہ سے استناد کیا ہے

الائمة وجعلوه ناسخا لما خالفه من الاحاديث وانبهوا على انه متاخر عما خالفه وقد ايدهم بعضهم بالقاعدة التى اتفق عليها الائمة انه ما اوتى نبى من الانبياء معجزة الا واوتى نبينا صلعم مثلها وقد احيا الله لعيسى الموتى من قبورهم ولموسى قتيل بنى اسرائيل ولم ينقل عن نبينا من ذلك غير هذه القصة فلابد ان يكون له

المسلك الثالث - انهما كانا على التوحيد ودين ابراهيم كما كان على ذلك طائفة من العرب كزيد بن عمرو بن نفيل وقس بن ساعدة وغيرهما ومشى على هذا الطريق الامام فخر الدين الرازى وزاد ان آباء النبى كلهم الى آدم على التوحيد لم يكن فيهم مشرك انتهى ومويد هذا القول احاديث منها ما اخرج البيهقى والطبرانى وابو نعيم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم ان الله خلق الخلق فاختار من الخلق بنى آدم واختار من بنى آدم العرب واختار من العرب مضر واختار من مضر قريش واختار من قريش بنى هاشم واختارنى من بنى هاشم فانا من خيار الى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اوسکی مخالف حدیثوں کا ناسخ کیا اور اس امر پر دلیل لائے کہ وہ اپنی مخالف سے متاخر ہوا اور بعض نے اوسکی تائید اوس قاعدہ سے کی جسپر امت متفق ہے یعنی جو یہہ کہ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے مردون کو قبر سے اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کر دیا اور ہمارے حضرت سے ایسا کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہیں لہذا ضرور ہے کہ ایسا ہوا ہو

تیسری سبیل - یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمر بن نفیل وقس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین رازی گئے ہیں اونہون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک نہ تھا اور اس قول کی موید حدیثین ہین جن میں سے یہہ ہے جو بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو چن لیا کیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہت بہترین ہون -

واخرج البیہقی عن محمد ابن علی ان رسول
اللہ صلعم قال کذا واخرج البیہقی والطبرانی
وابو نعیم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم
ان اللہ قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیرہما
ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرہا
ثلاثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرہا
قبیلۃ ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرہا
بیتا واخرج البیہقی وابن عساکر من طریق مالک
عن الزہری عن انس ان النبی صلعم قال ما
افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرہما
فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شیء من
الجاہلیۃ وخرجت من نکاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم حتی انتہیت الی ابی
وامی فانا خیرکم ابا واخرج الترمذی وحسنہ
البیہقی وابو نعیم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ حین خلقنی
جعلنی من خیر خلقہ ثم حین خلق القبائل
جعلنی من خیرہم قبیلۃ وحین خلق الانفس جعلنی
من خیر انفسہم ثم حین خلق البیوت جعلنی [illegible]

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو دو قسموں پر تقسیم
کیا اور مجھکو بہترین قسم میں کیا پھر دونوں کا ثلث کیا اور میں
اون میں بہتر تھا اور بیچ میں مجھکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجھکو بہترین قبیلہ میں رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجھکو
بہترین گھر میں رکھا اور بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور انہوں نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہو گئے اور
بہترین فرقہ میں مجھکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ میں اپنے
ماں باپ سے پیدا ہوا اور مجھکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہیں اور میں نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے ماں باپ تک اسلئے میں تم لوگوں سے نسب میں اچھا
ہوں اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس کو
حسن قرار دیا اور ابو نعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجھکو پیدا کیا تو
بہترین خلق میں رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہترین
قبیلہ میں رکھا اور جب نفسوں کو پیدا کیا تو بہترین نفس میں
رکھا پھر جب گھروں کو پیدا کیا تو بہترین گھروں میں رکھا

واخرج البخاری عن ابی هریرة ان رسول
الله صلعم قال بعثت من خیر قرون بنی ادم
قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه
واخرج ابو نعیم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول الله لم یزل ینقلنی من الاصلاب
الطیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذبا
لا تنشعب شعبتان الا کنت فی خیرها واخرج
مسلم والترمذی عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول الله ان الله اصطفی من ولد
ابراهیم اسمعیل ومن اسمعیل بنی کنانة ومن
بنی کنانة قریشا ومن قریش بنی هاشم واصطفانی
من بنی هاشم واخرج ابن سعد عن ابی صالح
عن ابن عباس قال قال رسول الله خیر العرب
مضر وخیر المضر بنو عبد مناف وخیر بنی عبد مناف
بنو هاشم وخیر بنی هاشم بنو عبد المطلب والله
ما افترق فرقتان منذ خلق الله ادم الا کنت
فی خیرهما واخرج البیهقی والطبرانی فی الاوسط
وابن عساکر عن عایشة قال قال رسول الله قال لی
جبرئیل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا

اور بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ مین بہترین قرون بنی آدم مین قرناً بعد قرن مبعوث
ہوا یہانتک کہ اوس قرن مین مبعوث ہوا جسمین کہ ہون
اور ابو نعیم نے کئی طریقون سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ مین مصفے و مہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخین ہوئین تو مین بہتر شاخ مین رہا اور مسلم و ترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم مین اسمعیل اور اولاد اسمعیل مین بنی کنانہ
اور بنی کنانہ مین قریش اور قریش مین بنی ہاشم اور بنی ہاشم مین
مجکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے اونہون نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہین
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوئے تو مین بہتر گروہ مین ہوا کیا اور بیہقی و طبرانی نے
اوسط مین اور ابن عساکر نے حضرت عایشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے جبرئیل
نے کہا کہ مین روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمدؐ ولم اجد بنی اب افضل من
بنی هاشم واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال
قال رسول اللهؐ ما ولدتنی بغی قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تنازعنی الامم کابراً عن کابر
حتی خرجت من افضل حیین من العرب
هاشم وزهرة کذا فی الخصائص الکبری انتهی فهذه
الاحادیث مصرحة بالاصطفاء والافضلیة لکل
طبقة کان صلعم فیها من آدم الی ابویه فهم
کلهم مسلمون لما تقرر انها لا یتحقق الا باسلامهما
ومن جملة هذه الاحادیث حدیثا الصحیحین البخاری
ومسلم وان مثلهما غیرهما فی التنزیه لاشتراکهما
فی المعنی کحدیث ابن عباس ما بین نوح وآدم
من الآباء کانوا مسلمین او علی الاسلام وکحدیث
علی وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغیرهما من الاحادیث المصرحة باسلام
الآباء انتهی وایضاً ذکر السیوطی فی سبیل الرابع
دلیلاً حیث قال ثم قد وجدت له ادلة قویة ما بین عام
وخاص فالعام مرکب من مقدمتین احدهما حدیث
البخاری وثانیهما الحدیثان اللذان علی شرط الشیخین

محمد صلعم سے او بنی ہاشم سے کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نے
ابی ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ہرگز کبھی
بدکارہ عورت نے پیدا نہین کیا جب سے کہ مین پشت آدم سے نکلا اور یہ
امتین ایک دوسرے سے جھگڑتی رہین یہانتک کہ مین بہترین
قبائل عرب ہاشم و زہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصائص الکبری
مین ہی انتہے پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس جس
طبقہ مین آپ تشریف لاے ہر طبقہ کی فضیلت و بزرگی
یہ حدیثین شاہد ہین تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلمہ ہے
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہین ہو سکتا اور منجملہ
ان حدیثون کے دو حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی ہین اور
ویسی ہی اور بھی تنزیہ مین ہین جو اونکے معنون مین مشترک ہونے کے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم و نوح سب آبا
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی و ابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آبا کی تصریح کرتی ہین انتہے سیوطی نے سبیل رابع مین ایک
دلیل اور بھی یہ ذکر کی ہے کہ اور مین نے اوسکے لیے قوی
دلیلین مابین عام و خاص پائی ہین پس عام دو مقدموں سے
مرکب ہین ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثون سے جو بر شرط شیخین ہین

وحصل النتيجة منها ان كل السلسلة العالية
على التوحيد انتهى ملخصا فهذه النتيجة ايضا
لحقت الاية بيانا بمقتضى القاعدة الاصولية التي
تقدمت فثبت ان هذه السلسلة مسلمة مرحومة
لان كل السلسلة ثبت من وبالوالدين احسانا
بحيث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قيل كيف يتوجه اليه هذه الخطابات
مع ان ابويه وقت نزولها كانا ميتين فلم يبلغا عنده
الكبر ولم يتحقق التربية عنهما فلا يصدق فيه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة. اقول لو كان
كذلك لزم ان كل من كان ابواه ميتين لا يتوجه
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم يتوجه هذه الخطابات
الى من مات ابواه لاحسن ومن الاحسان طلب الرحمة
لهما وليس فليس فتحقق ان هذه الخطابات عامة
يتعلق لكل ما يليق به فقوله ان لا تعبدوا الا
اياه يتعلق بالمومن والكافر وان مات ابواهما اولا
بالوالدين وطلب الرحمة لهما يتعلق بالمومنين

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلہ عالیہ توحید پر تہا انتہی تو یہ نتیجہ
بہی بیان آیت مین اوس قاعدہ اصولیہ کے مقتضی ہی جو بیان ہو چکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ مرحومہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احسانا کے سے اور انکا
اسلام وقل رب ارحمهما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جاے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی حالانکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پا چکے تہے
اور بوڑہے نہیں ہوے تہے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوتی تہی تو اونمین آیہ فلا تقل لهما الخ صادق نہ آویگی
مین کہتا ہون کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مرجاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجیہ نہ دلائی جاتی
حالانکہ دعاے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہیں تو وہ نہیں لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہین اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن وکافر سے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہون اور
احسان بالوالدین وطلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواهم مالم يمنع منه كفرهما
ولاتقل لهما اف ولاتنهرهما واخفض لهما جناح
الذل يتعلق بمن ابواه حيان انتهى -

الفصل الثالث - واذا علمت هذا
فنقول ما فى الفقه الاكبر ان والدا صلعم ماتا
على الكفر فمدسوس على الامام ويدل عليه
ان النسخ المعتبرة ليس فيها شئ من ذلك
وقال ابن حجر المكى فى فتاواه والموجود فيها
ذلك لابى حنيفة محمد ابن يوسف البخارى لا لابى
حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفى وعلى تسليم ان
الامام قال فمعناه انهما ماتا فى زمن الكفر
وهذا لا يقتضى اتصافهما به - قلت ليس العجب
من الالحاق فان الاشتراك فى الكنى ثابت كما
فى القاموس ابوحنيفة كنية عشرين من الفقهاء
اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضى الله عنه
فيمكن ان يلحق احد منهم مثل الالحاق كما
لحق اكثر المسائل وطعنوا المخالفين فى الة
الباع ومن اشتراك الكنية وقعوا فى
الشك فخبطوا وخبطوا ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے مان باپ مرچکے ہون جبتک اوس سے
مانع اونکا کفر نہ ہوا اور لاتقل لھما الخ اوس شخص سے
متعلق جسکے مان باپ زندہ ہون -

تیسری فصل - جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب
ہم کہتے ہین کہ فقہ اکبر مین جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم
کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل سے
کہ تمہارے معتمد نسخون مین یہ کچھہ نہین ہے ابن حجر مکی اپنے
فتاوے مین لکھتے ہین کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف
بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا
اور اگر یہ مان بہی لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہے
تو اوسکے معنی یہ ہین کہ وہ زمانہ کفر مین مرے اور یہ اونکے
کافر ہونے کا مقتضی نہین انتہی میرے نزدیک کچھ تعجب
نہین اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت مین اشتراک
ثابت ہے چنانچہ قاموس مین ہے کہ ابوحنیفہ بیس
فقہا کی کنیت ہے سب مین زیادہ مشہور امام الفقہا
نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون مین سے
کسی نے ایسے ہی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملا دیے
ہین اور مخالفین نے یا مجہی سے طعن کیا ہی اور کنیت مشترک
ہونیکی وجہ سے شک مین پڑگئے اور خبط مین پڑکر دوسرے کو خبط

الی الامام الاعظم وفی الواقع لیس من
الامام کما نصوا علیه الاعلام۔ واقول ایضاً
لا یمکن ان یکون هذا القول لابی حنیفة
رضی الله عنه فانه تقدم اقساماً من الحدیث
علی القیاس وان کان ضعیفاً بل تقدم اقوال
الصحابة علی رائه کما ذکره الشیخ عبد الحق
فی فتح المنان انه رضی الله عنه تقدم اقساماً
من حدیث علی القیاس ویعمل بالحدیث
وان کان ضعیفاً کحدیث القهقهة والتوضی
بالنبیذ مع ما فیهما من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الکتاب بالمشهور من الحدیث
المأثور والعمل بالمراسیل من غیر توقف وتاویل
ولا یعمل بالقیاس الا ما کانت علة موثرة
لا بالقیاس شبه وطرد فانها متروکة عنده
غیر مقبول کما حقق فی کتب الاصول وهو
یوجب تقلید الصحابة ویخص اقوالهم بالصحة
والاصابة وقال الامام الحجة عبد الله بن
مبارك سمعت اباحنیفة یقول ما جاء
عن رسول الله صلعم من الاحادیث فبالرأس

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے
حالانکہ واقعی امام کا قول نہین جیسا کہ بزرگون نے
خبر دی میرے نزدیک بہی ممکن نہین کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ اونہون نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہون قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
مین ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس
مقدم کرتے تہے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تہے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنیکی حدیثین
حالانکہ یہ ضعیف و مشکوک ہین اور آیۃ کے حدیث ماثور
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پر
عمل کرنے کو بلا توقف و تاویل جائز رکہتے تہے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جاوے گا جب تک علت موثرہ
نہ ہو بقیاس شبہ وطرد وہ اون کے نزدیک متروک
و غیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور انکے
اقوال کو خصوصاً صحیح و درست جانتے ہین امام الحجہ عبد اللہ
بن مبارک نے کہا کہ مین نے ابوحنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثین رسول اللہ صلعم سے آوین وہ ہماری سر

والعين وما جاء من الصحابة من الآثار
فكذلك نختار بلا شك وريب لكن اذا أجاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
في البحث وكنا للحق طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابو حنيفة اذا
جاء حديث اتبعه وان جاء عن الصحابة
وقدماء التابعين ايضاً اتبعهم واقتدى والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري
ان اصحاب ابا حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفاً اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفي خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الراي فتامل هذا الاعتبار بالاحاديث
تعظيم جلالتها وموقعها عنده ومن ثم قدم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالراي انتهى۔
في مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابو عبد الله بن منده عنه اي عن ابي داود
يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب

انہون پر اور جو حدیثین صحابہ سے آوین تو اونکو بھی بلاشک
ہم اختیار کرتے ہین لیکن جب تابعین سے آوین گی
تو وہ اور ہم برابر ہین ہم اونسے بحث کرکے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تہے کہ ابو حنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ وقدیم تابعین سے ہوگی تو بھی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرین گے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اس پر
متفق ہین کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم و بہتر ہے انتہی۔ اور خیرات الحسان مین ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اس پر متفق ہین کہ ابو حنیفہ رح
کے نزدیک حدیث ضعیف راے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار و تعظیم
کرتے تہے اور اسی لیے اونہون نے احادیث مرسلہ کے
عمل کو عمل بالراے پر مقدم کیا انتہی۔ اور مقدمہ ابن
صلاح و شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ ابو عبد اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داود سے روایت کرکے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بھی جب اوس باب مین
سوا اوسکے کچھہ نہین ہوتا تو روایت کرتے ہین اور وہ

غيره وانه اقوى عنده من آراء الرجال واختلف
العلماء في الاحتجاج بالمرسل فذهب مالك بن
انس وابو حنيفة النعمان بن ثابت الى الاحتجاج
به انتهى وقال النووي في مقدمة شرح صحيح مسلم
مذهب مالك واحمد وابي حنيفة واكثر
الفقهاء انه يحتج به وفي تدريب الراوي شرح
تقريب النواوي وفتح المغيث شرح الفية الحديث
وللامام احمد ضعيف الحديث احب اليه من
راي الرجال لانه لا يعدل الى القياس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام كل آباء الكرام هو بعينه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما عملا بالوصية فان
قيل كيف غفل الامام عن هذه الآية وقال
ما قال وهو من اكبر المجتهدين. اقول
على التقدير تسليم هذا القول عنه لعل لم
يبلغه الاحاديث الناسخة للآية المبنية
لعمومها واجمالها ولنسخ ما نسخ منها
والتقييد والاختصاص لان الاحاديث
[illegible] متفرقة في الصحابة والتابعين

اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے قوی ہے اور
علماء نے حدیث مرسل سے حجت لانے مین اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس وابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم مین لکہا کہ مالک واحمد وابی حنیفہ واکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لانا چاہیے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی وفتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیون کی راے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہین جاتے لہذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آباء کرام کا قائل ہونا
بہی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اونکے
عدم اسلام کا قائل ہے عملاً بالوصیۃ اب اگر یہ کہا جاے
کہ امام اس آیۃ سے غافل ہوکر کیسے یہ کہہ بیٹہے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تہے تو مین کہون گا کہ اگر
یہ مان لیا جاے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثین نہین پہونچین جو آیۃ مذکورہ کے عام و
مجمل ہونے پر شامل ہین اور اون مین سے بعض منسوخ
اور مختلف التفسیر والاحکام ہین اسلیے کہ حدیثین صحابہ و تابعین مین متفرق

المتفرقين فی اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شيئاً
فشيئاً كما روی عن الامام مالك رضی الله عنه
لما قال له هارون الرشيد انی عزمت ان احمل
الناس علی الموطأ كما حمل عثمان الناس علی
القرآن فقال لا سبيل الی ذلك لان اصحاب
رسول الله صلعم افترقوا بعده فی الامصار فحدثوا
فعند اهل كل مصر علم وروی عن غير مالك
نحو ما هنالك علی ان الخطأ غير مستحيل علی المجتهد
كما هو مشهور ان المجتهد يخطی ويصيب وعلی
تقدير ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
يمكن انه رجع عن هذا القول كما رجع عن اقوال
الاخر وذلك مقتضی الاجتهاد وهو ماجور
فی ذلك ولم يذكرها فی رسالة وصيته فی مرضه
ولا ذكرها الامام الطحاوی فی العقيدة التی
ترجمها ببيان اعتقاد ابی حنيفة وابی يوسف
ومحمد بن الحسن وكذلك نسخ الفقه الاكبر
مختلفة فهذه العبارة توجد فی البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا علی الايمان وفی
بعضها ليس فهذه قرائن تقوی احتمال

متفرق تھین جو مختلف شہرون مین متفرق تھے اور شیئاً
کچھہ نہ کچھہ جمع ہوئین چنانچہ امام مالک رض سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطا پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہو گئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچھہ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہی
تو ممکن ہے کہ اونھون نے اس قول سے بھی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد ہے
جس مین وہ ماجور ہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکھا تھا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمے بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہ ہاے فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہی کہ والدین آنحضرت ایمان پر مرے اور بعض مین نہین تو یہ قرینے

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت۔

الفصل الرابع وما قال ملا علی القاری

فی شرح فقه الاکبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا علی الکفر هذا
رد علی من قال انهما ماتا علی الایمان او
علی الکفر ثم احیاهما الله فماتا علی الایقان
وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة
ودفعت ما ذکره السیوطی فی رسائله الثلاثة
فی تقویة هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة
من الکتاب والسنة والقیاس واجماع الامة ومن
غریب ما وقع فی هذه القضیة انکار بعض الجهال
من الحنفیة علی ما فی بسط هذا الکلام بل اشار
الی انه غیر لایق بمقام الامام وهذا بعینه کما قال
الضال جهم ابن صفوان وددت انی احک من المصحف
قوله تعالی ثم استوی علی العرش واشارة الضال
الاخر وهو احمد بن ابی داؤد القاضی الی الخلیفة المامون
ان یکتب علی ستر الکعبة لیس کمثله شیء وهو العزیز الحکیم
وقول الرافضی الاکبر انه برئ من المصحف الذی ثبت

اس احتمال کو قوی کرتے ہین کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہین ہے بلکہ شاید داخل کردی گئی ہے۔

چوتھی فصل

۔ ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر مین
امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے۔ کہا کہ یہ اوس پر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور مین نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمین سیوطی کے وہ اقوال جو اونھون نے
اسکی تقویت مین ذکر کیے ہین دلائل جامعہ مجتمعہ کتاب
وسنت وقیاس واجماع امت سے دفع کیے ہین اور
اس قضیہ مین جو عجیب بات واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہین بلکہ یہ کہتے ہین
کہ یہ امام کے لائق نہین یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ مین قرآن شریف سے
ثم استوی علی العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہون یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داود قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردۂ کعبہ پر
لیس کمثلہ الخ لکھا جاسے یا رافضی اکبر کا قول
کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جس میں صفت

الصديق الاكبر انتهى كلامه وايضا فى شرحه
على المشكوة عند هذا الحديث وعن ابى هريرة
قال زار النبى قبر امه فبكى وابكى من حوله فقال
استاذنت ربى ان استغفر لها فلم يؤذن لى و
استاذنته ان ازور قبرها فاذن لى واغرب
ابن حجر حيث قال ولعل حكمة عدم الاذن فى
الاستغفار لها اتمام النعمة عليه باحيائها له
بعد ذلك على ان تصير من اكابر المؤمنين او
لامهال على احيائها لتؤمن به فتستحق الاستغفار
الكامل حينئذ انتهى وفيه ان قبل الايمان
لا يستحق الاستغفار مطلقا ثم الجمهور على
ان والديه ماتا على الكفر وهذا الحديث
اصح ما ورد فى حقهما اما قول ابن حجر وحديث
احيائهما حتى امنا به ثم توفيا حديث صحيح
وممن صححه الامام القرطبى والحافظ ابن ناصر الدين
فعلى تقدير الصحة لا يصلح ان تكون معارضا
لحديث مسلم مع ان الحفاظ ضعفوا فيه وتأولوا
جوازه ايضا بان ايمان الياس غير مقبول
اجماعا كما يدل عليه الكتاب والسنة والاجماع

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کہا اونکی شرح
مشکوۃ مین بہی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت
کی پہر روئے اور جو آپکے ساتھ تہے اونکو رولایا پہر فرمایا کہ مین نے خدا سے
اونکے لیے مغفرت چاہی تو مجہکو اجازت نہ دیگئی پہر زیارت قبر کی اجازت
مانگی جو دیگئی) اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہے کہ شاید
آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین حکمت ہو کہ
آپ پر اون دونوں کے زندہ کردینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہو تاکہ
وہ اکابر مومنین سے ہوجائین یا اسلیے توقف کیا جائے کہ وہ زندہ
ہوکر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہوں اور یہ اسلیے کہ قبل
ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہیں ہوتا ہے پہر اس بات پر جمہور
متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہ حدیث
اون حدیثوں سے جو اونکے حق مین وارد ہوئین زائد صحیح ہے
اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہوکر ایمان لانے پہر وفات
پانیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والوں مین سے
امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بہی ہو تو
حدیث مسلم کے معارض نہین ہوسکتی باوجودیکہ
حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز بہی قرار دیا کیونکہ
ایمان یاس اجماعاً مقبول نہین جیسے کتاب و سنت دال ہین اور اجماع

المطلوب من المكلف انما هو الايمان الغيبي وقد قال تعالى ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وهذا الحديث الصحيح صريح ايضا في رد ما اثبته بعضهم بانهما كانا من اهل الفترة ولا عذاب عليهم مع اختلاف في المسئلة انتهى اقول غلو علي القاري في هذه المسئلة شطط فانه مع ان ذالك اهانة صريحة لرسول الله وسوء ادب في جنابه لما رجح الحافظ السيوطي اقوال القائلين باسلامهما بالدلائل فمع ما ذكره من الخلاف لم يبق لدعوى الاجماع محل واما قوله بالكتاب والسنة فحاله ان منهما ما هو ضعيف لا يقوم به الحجة ومنهما ما هو ماول ومحمول على خلاف ظاهره ومنهما ما هو منسوخ فما بقى فيهما احتجاج كما حققت بعضها مهمنا ودريت بتحقيقها في رسائل السيوطي ومن طالبها فلا راجع اليها واما قوله بالقياس فلا ادرى ما المراد منه غير ان بعض ما ورد في بعض اهل الفترة وقد تحقق في موضعه ان اهل الفترة مختلف فيهم والجمهور على نجاتهم

مطلوب من المکلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولو ردوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد بھی ہے جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تھے اور اہل فترت پر عذاب نہین مع اختلاف مسئلہ انتہی۔ مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو برا ہے کیونکہ اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے بھی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماول اور خلاف ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکھے۔ اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین یہ نہین جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض اہل فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر ہو چکی کہ اہل فترت کی بارہ مین بھی اختلاف ہے جمہور اونکی نجات کے

وبعضهم على انهم يمتحنون فى الاخرة مع ان
هذين الوالدين لتقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ثم ما
اغرب غرابة على القارى فى كلام ابن حجر اما
لم يحق له ان ابن الحجر فى نظره كرامة النبى صلعم
تقتضى حسن ظنه بشان ابويه توجيه وجهًا
كاد وجيهًا واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذا اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر لقوله فى حق امه عليه السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويهما على الكفر ايضًا
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازانى فى التلويح
اذا بلغ فى شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذورًا عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذى عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفى مكان اخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہوچکا اور لکھا
جاچکا کہ وہ اہل فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
و شبہ زائل ہوگیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکھی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تہی جو شان
ابوین مین حسن ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو تقریبًا
وجیہ ہوگئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان کے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہل فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کے حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوے موت ابوین بحالت کفر پہلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہل فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مر گیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کی نزدیک وہ معذور ہے
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہل سنت وجماعت کے نزدیک توحید
یا اور امر توحید جبتک رسول نہ بہیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ کہا

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا في المواهب قال الشعراني في اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخي ان المراد باهل السنة والجماعة
في عرف الناس اليوم هو الشيخ الاشعري ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابي المنصور الماتريدي
وقد كان الماتريدي اماما عظيما في السنة
كالشيخ الاشعري ولكن لما غلب اصحاب الاشعري
على اصحاب الماتريدي كان الماتريدي اقل شهرة
فان اتباع الماتريدي ماوراء نهر سيحون
واما اتباع الاشعري فهم منتشرون في اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام ومصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدة اشعرية وليس مرادهم
نفي صحة عقيدة غير الاشعري مطلقا كما
اشار ذلك في شرح المقاصد انتهى قال اليافعي
في ذكر مناقب الاشعري فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة ولبسطت تعلقت بها
اهل السنة من المالكية والشافعية والكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام و اصول و فقہائے شافعیہ
کے نزدیک اہل فترت پر عذاب نہیں ہوگا انتہے
کما فی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت والجواہر میں
لکھتے ہیں کہ آجکل عام طور پر اہل سنت وجماعت سے
شیخ اشعری مراد ہیں اور وہ جو اون سے پہلے ہیں
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہل سنت کے بڑے امام تھے لیکن جب اصحاب
اشعری اصحاب ماتریدی سے بڑھ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماوراء نہر
سیحون ہیں اور تابعین اشعری اکثر بلاد اسلام
خراسان و عراق و شام و مصر میں پھیلے ہوے
ہیں اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہیں جیسا کہ شرح
مقاصد میں ہے انتہے۔ امام یافعی نے ذکر مناقب
اشعری میں لکھا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہوئیں اور مذہب اہل سنت مدد پاکر پھیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ و شافعیہ
و اکثر حنفیہ وابستہ ہوے اب اہل سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقي في اثناء كلامه في الثناء على الاشعري قال وكثرت الاصحاب من الحنفية والمالكية والشافعية الى آخره فهذه العبارات تنادي باعلاء النداء ان اكثر اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم اهل ما وراء النهر فاذا كان نجاة اهل الفترة مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم التامل في ما هنالك بل قال الشيخ ابن الهمام في عقيدة السائرة ما حاصله ان الحنفية ايضاً اختلفوا في من يبلغه الدعوة ومات ولم يومن فعند ابي المنصور الماتريدي واكثر المشائخ انه يخلدون في النار كمذهب المعتزلة وعند ائمة البخاري من الحنفية انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة انتهى ولاشك انهم اقل والحنفية منتشرون في اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق مین انہین کے کلام و دلیل کو پیش کرتے ہین انتہٰی اسی طرح بیہقی نے اثناے کلام اشعری کی تعریف مین کہا کہ اور بہت ہو گئے اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ مین سے الی آخرہٖ تو یہ عبارتین بلند آواز سے پکارتی ہین کہ بیشتر اہل سنت اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہین اور خارج کمتر حنفیہ ہین جو اہل ماوراء النہر ہین تو جب مذہب اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہین جنکا ذکر ہو چکا تو علی قاری کا یہ قول صحیح نہین ہے کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ سائرہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ نے بھی اون لوگون کے متعلق جو قبل تبلیغ دعوت بلا ایمان مرجاتین اختلاف کیا ہے ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک تو وہ دوزخی ہین مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے وہ دوزخی نہین ہین انتہٰی اور بیشک وہ کم ہین اور حنفیہ اکثر اسلامی شہرون مین پھیلے ہوے ہین اور اس وقت یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ

القول بأن اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلاً عن من سواهم من سائر
المذاهب واما قول علي القاري ومنعوا جواز
ايضاً بان ايمان اليأس غير مقبول اجماعاً فاجاب
ابن حجر بان كون الايمان لا ينفع بعد الموت
محله في غير الخصوصية والكرامة انتهى واما
ما قال هذا الحديث صريح في رد ما تثبت به
بعضهم فينبغي ان اقول لا رد فيه لذلك التثبيت
فانه ليس فيه الا عدم الاذن في الاستغفار
وهذا لا يقتضي عدم كونهما من اهل الفترة
لانه يمكن ان الاستغفار كان لامر خاص انتهى
خاتمة - في عنوان البصائر شرح الاشباه
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا في ابوي
الرسول صلعم هل ماتا على الكفر ام لا فذهب
الى الاول جمع منهم صاحب التيسير وذهب
الى الثاني جماعة منهم متمسكين على باحاديث دالة
طهارة نسبه الشريف من دنس الشرك وشين
الكفر ولفر من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبي فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہی باقی
مذاہب چھوڑکر۔ اب علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یأس اجماعاً
مقبول نہیں ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہی۔ اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اوس چیز کے رد میں ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ
اس ثبوت کی رد اسمیں نہیں ہے کیونکہ اوسمیں بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھہ نہیں جو اونکی اہل فترت سے
نہ ہونے کا مقتضی نہیں کیونکہ ممکن ہی کہ امر خاص کے لیے استغفار ہو انتہی
خاتمہ - عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
میں ہے کہ سلف نے والدین آنحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہی کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہیں بہت لوگ تو
امر اول کیطرف گئے ہیں اونہیں میں صاحب تیسیر ہیں اور بعضے
امر ثانی کی طرف اور وہ اون احادیث سے متمسک ہیں جو نسب
شریف کی کثافت شرک وکفر سے طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہیں
اور جماعت اول سے چند لوگ جو اونکی دوزخ سے نجات پانیکے
قائل ہیں اونہیں میں امام قرطبی ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے

احیاهما له علیه السلام وامنا به فان قلت
ألیس الحدیث الذی ورد فی احیائهما موضوعاً
قلت زعمه بعض الناس الا ان الصواب انه
ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین بن
الدمشقی حیث قال ؎

حبی الله النبی مزید فضل	علی فضل وکان به رؤفا
فاحیی امه وکذا اباه	لایمان به فضلاً لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث به ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفاً لا موضوعاً۔

فائدة مهمة۔ قال الخفاجی فی نسیم
الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی
الاذکار ذکر الفقهاء والمحدثون انه یجوز ویستحب
العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث
الضعیف ما لم یکن موضوعاً واما الاحکام کالحلال
والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح
او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلک
کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع
او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عن ذلک ولکن لا یجب
وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کردیا اور وہ آپ پر ایمان
لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیا۔ کیا موضوع نہین ہے
تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہی
مگر حقیقتًا وہ ضعیف ہے موضوع نہین حافظ ناصر الدین
دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی
ثابت کی اور وہ اونپر بہت مہربان تہا تو اون کی ماں
اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانیکی لیے زندہ کیا
لہذا مان لو کیونکہ قدیم اسپر قادر ہے اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو
یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔

فائدہ مہمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی
عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہاء محدثین
کی نزدیک فضائل و ترغیب و ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف
اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال
و حرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل
جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو
چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیعون یا نکاح کے
مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے
احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن
علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل الامام في الجزء الذي جمعه في اباحة القيام
الاتفاق فقال اجمع اهل الحديث وغيرهم
على العمل في الفضائل ونحوها مما ليس فيه حكم
ولا شيء من العقائد وصفات الله تعالى بالحديث
الضعيف [illegible] انتهى وذكر في شرح
المواهب ان محل العمل بالضعيف اذا روي من طرق
مفرداتها الضعيف لانها يقوي بعضها بعضا
فيصير حسنا ويحتج به ويجوز العمل بالضعيف مع
شاهد القوي دون الموضوع مع الشاهد
لان الضعيف اصل في السنة وهو غير مقطوع
بكذبه ولا اصل للموضوع فشاهده كالبناء
على الماء انتهى والضعيف هو ما لم يجمع شروط
شروط الصحيح والحسن وتتفاوت درجاته في
الضعف بحسب بعده من شروط الصحيح والحسن
ويجوز عند العلماء التساهل في اسانيد الضعيف
وروايته والعمل به دون الموضوع من غير
بيان ضعفه في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال
وسائر فنون الترغيب والترهيب لا في صفات
الله تعالى واحكام الحلال والحرام وسائر ما له

کہ مصنف نے اوس جزو مین جسکو اوسنے اباحت قیام
اتفاق مین جمع کیا نقل کیا ہے کہ اہل حدیث اس امر پر
متفق ہین کہ فضائل وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل اوسکا
درست ہے کہ جسمین تعلق باحکام وعقائد وصفات الٰہی نہو
انتہی اور شرح مواہب مین ہے کہ حدیث ضعیف پر اوس وقت
عمل کیا جائیگا جب کہ کئی طریقون سے مروی ہو اور اوسکے
مفردات ضعیف ہون کیونکہ وہ بعض بعض کو قوی کرتے ہین
تو حدیث حسن ہوجاتی ہے اور اوس سے حجت لائی جا سکتی ہے
اور حدیث ضعیف پر عمل جائز کیا شاہد قوی کے ہوتے نہ کہ حدیث
موضوع پر باوجود شاہد کیونکہ احادیث میں ضعیف کی تو ایک
اصلیت ہی اور کذب پر شاہد سے اسکی اصلیت نہین جا سکتی
اور حدیث موضوع کی اصلیت ہی نہین اوسکا شاہد مانند
نقش برآب ہے انتہی اور ضعیف وہ حدیث ہے جسمین شرائط صحیح وحسن جمع
نہوں جسقدر درجات اوسکے ضعف مین مختلف ہونگے اوسی قدر
شروط صحیح سے اوسکا بعد ہوگا اور علماء کے نزدیک اسانید ضعیفہ
اور اوسکی روایت وعمل مین تساہل جائز ہے نہ کہ موضوع مین
بلا اوسکے ضعف کے نصیحتون اور قصون اور فضائل اعمال
وباقی فنون ترغیب وترہیب مین نہ اللہ تعالیٰ کے
صفات وحلال وحرام کے احکام وباقی مسائل متعلقہ

تعلق بالعقائد والاحکام انتہی وفی منہج الوصول
الی الاحادیث الرسول فی الخلاصۃ وغیرھا
ان عند العلماء والمحدثین التساھل فی اسانید
الضعیف جائز لا فی الموضوع بدون بیان ضعفہ
فی المواعظ والقصص وفضائل الاعمال لا فی
صفات ذی الجلال واحکام الحرام والحلال
انتہی قلت ھذہ لزیادۃ الاھتمام بشان الصفات
والاحکام قال ابن الصلاح وممن یرخص فی
روایۃ الضعیف فیما ذکرناہ یعنی الترغیب
والترھیب انتہی وقال علی بن مبارک شاہ
والذی اظنہ صوابا ان الاحکام الخمسۃ لا یثبت
شیء منہا الا بالحدیث الصحیح او الحسن ویجوز
روایۃ الضعیف فی فضل ما ثبت منہا صرح
بذلک ابن الصلاح وایضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابو محمد عن محمد بن سعدان
العمل بحدیث الموضوع غیر جائز وبحدیث
الضعیف فی الاحکام ایضا جائز ان کان للاحتیاط
فی شیء وقال من مذھب النسائی تخریج الحدیث
عن الذی ترکہ لیس مجمع علیہ وفی الخلاصۃ

عقائد و احکام میں انتہی اور منہج الوصول الی احادیث
الرسول میں ہے کہ خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ علما و محدثین
کے نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے میں تساہل جائز ہے
نہ موضوع میں بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعظ و قصص
و فضائل اعمال میں نہ کہ صفات حق اور حرام و حلال کے
احکام میں انتہی میرے نزدیک یہ اسلیے ہے کہ شان صفات
و احکام کے لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جن میں روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
و ترہیب انتہی ۔ اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ میں کوئی چیز بجز
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہیں ہو سکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل میں جو اون سے ثابت ہیں
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن محمد سے اونہوں نے
محمد بن سعدان سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع کے
جائز نہیں اور حدیث ضعیف احکام میں جائز ہے
اگر کسی چیز میں احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہیں مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

وابوداؤد ایضاً اخذ بما اخذ النسائی و یخرج الضعیف اذا لم یجد فی ذلک الباب غیرہ لان الحدیث الضعیف عندہ اقوی من رای الرجال

وفی تدریب الراوی یعمل بالضعیف فی الاحکام اذا کان فیہ احتیاط واللہ اعلم وقال الحافظ ابن سید الناس فی السیرۃ روی ان عبد اللہ ابن عبد المطلب وامنۃ بنت وھب ابوی النبی صلعم اسلما وان اللہ احیاھما لہ فامنا بہ وروی ذلک ایضاً فی حق جدہ عبد المطلب ثم قال وھو مخالف لما اخرجہ احمد عن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ این امی فقال امک فی النار قلت فاین من مضی من اھلک قال اما ترضی ان تکون امک مع امی۔ قلت ھذا ایضاً غیر مضر لنا کما یرجی بہ لفظ ترضی وعلی العاقل لا یخفی ثم قال فی السیرۃ وذکر بعض اھل العلم فی الجمع ما حاصلہ ان من الجائز ان تکون ھذہ الدرجۃ حصلت لہ علیہ السلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء والایمان متاخراً عن ذلک فلا معارضۃ

وابوداؤد مین بہی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور تخریج حدیث ضعیف کی جائیگی جبکہ اوس باب مین بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے بہتر ہے اور تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم۔

حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام لاے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور ایسا ہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بہی مروی ہے پہر کہا کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہے جسکو احمد نے ابی رزین عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میری ماں کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ فرمایا کہ کیا تم اپنی ماں کے میری ماں کے ساتہ ہونے پر راضی نہیں مین کہتا ہون کہ یہ بہی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی سے امید کیجاتی ہے جو عقلمند پر مخفی نہین پہر سیرۃ مین کہا کہ بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہرا یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو اور احیاء و ایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارضہ نہین

انتہی ملخصًا وسئل القاضی ابوبکر ابن العربی
احد الائمة المالکیة عن رجل قال ان ابا
النبی صلعم فی النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالی یقول ان الذین یؤذون الله ورسوله
لعنهم الله فی الدنیا والاخرة قال ولا اذی اعظم
من ان یقال عن ابیه انه فی النار قال السهیلی
فی روض الانف ولیس لنا ان نقول ذلک فی
ابویه صلعم لقوله لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات
والله تعالی یقول ان الذین یؤذون الخ وقد امرنا
ان نمسک اللسان اذا ذکروا اصحابه بشئ یرجع
ذلک الی العیب والنقص فیهم فالاولی ان نمسک
ونکف عن ابویه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
یمسک لسانه عما یخل لشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا اخفاء فی ان اثبات الشرک فی ابویه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشیخ
عبد الوهاب الشعرانی المصری فی کتابه الیواقیت
والجواهر فی عقائد الاکابر اعلم انه ینبغی لکل
مومن بر اجداده وآبائه المسلمین وعن آبائه
من اکابر الاولیاء [illegible] انتہی

انتہی ملخصًا - قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو ائمہ مالکیہ مین
تہے ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تہا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہی کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اونپر
اللہ نی دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سے بڑہکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکی والد کو دوزخی کہا جاے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کی والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہی کہ زندونکو بسبب مردون کے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکی رسول کو
اذیت دیتے ہین الخ بلکہ جب آپکی صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنے کا حکم دیا گیا ہی لہذا
بہتر یہ ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کی والدین کی متعلق بہی اپنی زبان بند
رکہین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سے جس سے آپکی شرف
نسب مین کسی طرح کا بہی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کی والدین کا شرک ثابت کرنا آپکی شرف نسب مین
خلل اندازی ہی شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکہا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین و اکابر اولیاء
[illegible] انتہی

واما وجوب الكف عن الخوض في حكم ابوي النبي
في الآخرة فالشيخ جلال الدين السيوطي في هذه
المسئلة ست مولفات وقد طالعتها كلها فانها
ترجع الى ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من اذاه فقد اذى الله تعالى وقال الله
تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم وفي القرآن
العظيم وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا ومن
طالع فيما نقله اهل السير من كلام عبد المطلب
لما اراد نحر عبد الله في قصة حفر بئر زمزم شهد له
بالتوحيد وصاحب التوحيد سعيد باي وجه كان
توحيده قال الجلال السيوطي وقد ورد في الحديث
ان الله احيا ابويه صلعم حتى امنا به وعلى ذلك
جماعة من الحفاظ منهم الخطيب البغدادي وابو القاسم
ابن عساكر وابو حفص ابن شاهين السهيلي و
القرطبي ومحب الطبري وابن المنير وابن سيد الناس
والصفدي وابن ناصر الدين الدمشقي وغيرهم
رضي الله عنهم اجمعين قال المحب الطبري والله
تعالى قادر على ان يحيي ابويه صلعم حتى يومنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین سے متعلق جو کچھ آخرت میں ہوگا
اوسمیں غور وفکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھہ تالیفات
ہیں میں نے سب کا مطالعہ کیا ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہے اور جس نے آنحضرت صلعم کو اذیت
دی اوس نے اللہ کو اذیت دی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ اونپر دنیا و آخرت میں لعنت کریگا
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہے۔ اور قرآن عظیم میں ہے کہ ہم اون
لوگوں پر عذاب نہیں کرتے جبتک کہ رسول نہیں بھیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہوں نے عبد المطلب سے
دربارہ ارادہ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کھودنیکی نقل کیا
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال میں سعید ہے جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا
اور وہ آپ پر ایمان لائے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ
جنمیں خطیب بغدادی و ابو القاسم ابن عساکر و ابو حفص ابن
شاہین سہیلی و قرطبی و محب الدین طبری و ابن منیر و ابن
سید الناس و صفدی و ابن ناصر الدین دمشقی و غیرہم ہیں
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کر دیا ہو اور وہ با ایمان مر گئے ہوں

ثم يموتا ويكون ذلك مما اكرم الله تعالى به سيد
الاولين والاخرين وقال القرطبي ليس احياؤهما
وايمانهما به صلعم بممتنع لا عقلا ولا شرعا فقد ورد
في القرآن احياء قتيل بني اسرائيل حتى اخبر
بقاتله انتهى وكان ابوبكر ابن العربي المالكي الفقيه
المحدث يقول ما احد اعتدى اشد اذى لرسول
الله صلعم ممن يقول ان ابوي رسول الله صلعم
في النار وفي حديث مسلم لا تؤذوا الاحياء بسبب
الاموات فيحرم جزما ان يقال ان ابوي النبي صلعم
في النار انتهى قال الجلال السيوطي فائمة شافعية
مصر قد صرح جماعات كثيرة بان ابوي النبي صلعم
لم تبلغهما الدعوة والله يقول وما كنا معذبين
حتى نبعث رسولا وحكم من لم تبلغه الدعوة
انه يموت ناجيا ولا يعذب ويدخل الجنة قال
وهو مذهبنا لا اختلاف فيه بين المحققين
من ائمتنا الشافعية في الفقه والاشاعرة
في الاصول ونص على ذلك الامام الشافعي
وتبعه على ذلك الاصحاب قال الحافظ السيوطي
ومما توضح لك انهما لم تبلغهما الدعوة انهما

اور اسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہونا اور آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممنوع ہے
نہ شرعاً کیونکہ قرآن میں قتیل بنی اسرائیل کا جسنے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہی۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑھکر کوئی نہیں جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کے والدین دوزخ میں ہیں مسلم کی حدیث
میں ہے کہ زندوں کو مردوں کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ میں
ہیں انتہی۔ تمام شافعیہ مصر جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہیں پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیج لیں
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب و جنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس میں درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ و اشاعرہ
اختلاف نہیں ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ماتا فی حداثة سن رسول الله صلعم وصحح العلائی وغیرہ ان والد رسول الله صلعم عاش من العمر ثمان عشرة سنة والدته ماتت فی حدود العشرین ومثل هذا العمر لا یسع التفحص علی المطلوب فی التوحید مع القول بان الله تعالی لم یحییهما حتی امنا به مع ان ذلك الزمان الذی کانا فیه کان زمانا قد عم فیه الجهل والفترة انتهی ولنقل ابو جعفر ابن حبیب فی تاریخه عن ابن عباس ان عدنان ومعد وربیعة بن خذیمة واسد کانوا علی ملة ابراهیم فلا تذکروهم الا بخیر وروی الزبیر بن بکار مرفوعاً لا تسبوا مضر ولا ربیعة فانهما کانا مسلمین قلت ولهذا الاثر شاهد عند ابن حبیب عن مرسل سعید بن المسیب فافهم واغتنم ثم رایت فی رسالة الشیخ عبد الحلیم عبارة تناسب هذا المقام فاحببت ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تکون له غیرة فی هذا النسب ان تمسك لسانه عما یخل لشرف نسب نبینا بوجه من الوجوه ویحفظ لسانه عن شئ یودی الی العیب والنقص فیه

که وہ رسول اللہ صلعم کی صغرسنی مین مرے اور آپکی تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی اٹھارہ ۱۸ اور والدہ کی بیس ۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر تلاش مطلوب معاملۂ توحید کے لیے کافی نہین اس قول کے کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر ایمان نہین لائے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے جس مین جہل وفترۃ عام تھی انتہی - اور ابو جعفر ابن حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا کہ عدنان ومعد وربیعہ بن خذیمہ واسد ملت ابراہیم پر تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے مرفوعاً روایت کی کہ مضر وربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک حدیث مرسل ہے پھر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین ایک عبارت مناسب مقام دیکھی لہذا لکھتا ہون کہا ہر مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا خلل ہو یا منجر بنقص وعیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع ولاخفاء فی ان اثبات الشرك فی
ابويه اخلال ظاهر بشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققین انه لاینبغی ذکر هذه المسئلة مع
مزيد الادب وليست من المسائل التی يضر جهلها
او يسئل عنها فی القبر او فی الموقف فحفظ اللسان
عن التكلم فيها الا بخير اولى واسلم ولنعم ما افاده
الشيخ الدهلوی فی شرح العربی للمشكوة فی باب
زيارة القبور عند حديث ابی هريرة قوله فلم يؤذن
لی فقيل فيه نزل ما كان للنبی الاية هذا على
طريقة المتقدمين واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والديه بل جميع ابائه وامهاته الى ادم
ولهم فی الاثبات ثلث طرق اما انهما كانا على دين ابراهيم
او انهما لم تبلغ لهما الدعوة لكونهما فی زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم او انهما احياهما الله
على يديه صلعم فامنا به وحديث الاحياء وان كان
فی حد ذاته ضعيفا لكنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم كانه كان مستورا
عن المتقدمين فكشفه الله على المتاخرين والله يختص
برحمته من يشاء بما شاء من فضله وقد صنف الشيخ

کیونکہ آپکا مرتبہ اعلیٰ ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنا آپکے شرف نسب طاہر مین ظاہر خلل ڈالنا ہی اور بعض محققین کے
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہین اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہی جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاے
یا حشر مین بازپرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچہائی کے کچہہ نہ بولنا ہی
بہتر ہی شیخ دہلوی نے شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یؤذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیۃ ما کان للنبی
اوتری یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آباء و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین یا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تہے یا اونکو دعوت
نہین پہونچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تہے اور آنحضرت صلعم کے
زمانہ نبوت سے قبل وفات پاچکے تہے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کی ہاتہ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہی لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہی کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجہ صحت تک پہنچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تہا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہی اپنی فضل و رحمت سے خاص کرتا ہی

جلال الدين السيوطي في هذا الباب رسائل وبيّنه
بدلائل كثيرة واجاب عن شبهة المخالفين ولو نقلناها
لطال الكلام فلينظر ثمة ومما يعرف به حتى انه لا يكاد
ينقل مذهب المخالفين صريحا لكراهة ان يجري
لسانه بذلك الا بطريق الحكاية جزاه الله خيرا
وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار حكى ان بعض
الفضلاء لم يتمكن من تقرير المسألة في احيائهما واختلافات
في حديث احيائهما [illegible] هل هو
صحيح وهل يمكن الجمع بين الاقوال ام لا فاستمر تلك الفكر
حتى سال السراج فلما كانت صبيحة تلك الليلة اتاه رجل
من الهند ليسأله ان يضيفه فتوجه الى بيته فمر في
اثناء الطريق على رجل خضري قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازينه وباقي الات البيع فقام
هذا الرجل حتى اخذ بعنان دابة الشيخ وقال له شعرا

آمنت ان ابا النبي وامه	احياهما الحي القدير الباري
حتى لقد شهدا له برسالة	صدّق فتلك كرامة المختار
وبه الحديث ومن يقول بضعفه	فهو الضعيف عن الحقيقة عاري

ثم قال خذها ايها الشيخ ولا تسهر ولا تتعب نفسك
متفكرا حتى غرق السراج ولكن امض الى المحل الذي انت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں کئی رسالے تصنیف کیے ہیں
اور اونمیں بہت سے دلائل بیان کرکے مخالفین کے شبہ کا جواب
دیا ہے جسکی نقل میں طوالت ہے اونمیں بیانتک لکھا ہے کہ مذہب
مخالفین بھی بجنسہ کراہت سے کہ وہ زبان پر بکھاپتا جاری
ہوگا صریحا نقل نہ کرنا چاہیے اللہ اونکو جزاے خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار میں ہے کہ بعض فضلاء کی حکایت ہے کہ وہ آنحضرت کے
والدین کے متعلق تحقیق نہ کر سکا کہ اونکے احیا کے
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو کونسی حدیث صحیح ہے اور کیونکر
اور جمع بین الاقوال کیسی ہو سکتی ہے اسی فکر میں سویرے تک صبح
ہوئی تو ایک شخص ہندی اونکے پاس آیا اور اونہیں دعوت دی گیا وہ
اونکے گھر چلے راستہ میں ایک خضری شخص پر گذرے جو گیہون
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اوسکے پاس آلات بیع واوزان تھے اوسنے
کھڑے ہوکر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور اونہوں نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی لیس آنحضرت
کی یہ کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف و حقیقت سے عاری ہے پھر کہا یا شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتوں کو نہ جاگ اور متفکر ہو کر اتنا نہ بیٹھ رہو
کہ چراغ گل ہو جاسے اور جہاں جا رہا تہا وہاں جا

قاصدة لتاكل منه لقمة حراماً ففهمت الشيخ لذلك
وطلب الرجل فلم يجده فاستخبر عنه جيرانه انه من
اهل السوق فلم يعرفه منهم احد واخبروا بانه لا عهد
لهم برجل يجلس بهذا المحل اصلاً ثم ان الشيخ رجع الى
منزله ولم يمض الى دار الجنيد لما سمعه من مقالة هذا الاستاد انتهى

محاکمه بالجملة هذه المسئلة ليست من الاعتقاديات
ولا حظ للقلب فيها واما اللسان فحقها الامساك عما ربما
منه النقصان خصوصاً الى وهم العامة لانهم لا يقدرون
على دفعه مداركه كذا فى الطحطاوى قلت انى لم ادع
ايضاً ان المسئلة اجماعية بل هى اختلافية غير انى اخترت
اقوال القائلين بالنجات لانها انسب بمقام المحبة وذا عين
الايمان والايقان ثبتنى الله المنان والحمد لله القوى فقد
تبين الرشد من الغى والحمد لله رب العالمين وسلام
على المرسلين - اللهم تقبل هذه الرسالة من عبدك الكئيب
الملوم احقر افراد البشر على المدعو بالانور ابن
مولاى ذى السلسلة الرفيعة العلية القلندرية
العلوية ابينا ومولانا شاه على اكبر قلندر ابن
مولانا شاه حيدر على قلندر واجعلها
خالصة لوجهك الكريم مخاصة لاقبال حضرت النبى الرؤف الرحيم

اور لقمہ حرام کھاوہ حیران ہوگئے اور اوسکو بلایا مگر وہ
نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو
کسی نے نہ پہچانا اور سبنے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے
یہاں بیٹھنے کا قرار نہ تہا پھر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گہر
واپس آئے اور جنیدی کے گہر نہیں گئے انتہی۔

محاکمہ۔ بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کو اوس
نہیں کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتوں سے جس سے نقصان
پیدا ہو خصوصاً وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ
اوسکی دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی میں ہے میں کہتا ہوں
کہ میں بہی یہ دعوی نہیں کرتا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے
سوا اسکے کہ میں نے قائلین نجات کے اقوال اختیار کیے جو مقام محبت کے
زائد مناسب ہے اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا ہمکو اوسپر
ثابت رکھے اور خدا کا شکر ہے کہ راستہ گمراہی سے جدا ہوگیا
اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولوں کو سلام ہے
الٰہی اس رسالہ کو بندہ غمگین و رنجور احقر افراد البشر علی انور
ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ
علی اکبر قلندر ابن مولانا شاہ حیدر علی قلندر سے
خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی
رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

سوال [۱] - آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہے اور کل چیزیں نور محمدی سے موجود ہوئی ہیں
اور لفظ کل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدایش نور مطلوب ہے نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگے تو جائز ہے یا نہیں

جواب سوالِ اول - یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ
عبدالرزاق نے بسند صحیح متصل جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا قلت یا رسول اللہ
بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ
خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ یعنی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ
قربان ہوں مجھے بتائیے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے
تیرے نبی کا نور پیدا کیا - اور کل سب کا پیدا ہونا نور نبوی سے اسکو خود صاحب روضۃ الاحباب مقصد اول کتاب میں
یوں لکھتے ہیں کہ [۲] پیش از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق
نور نبوت آنحضرت بود و سائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہے - اور پھر اوسی مقدمہ میں ہے کہ [۳] در کیفیت نور محمدی صلعم
روایات متنوعہ وارد شدہ و حاصل مجموع آنہا واللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالی چندین ہزار سال پیش از آفرینش
آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس و سائر مخلوقات نور نبوت آنحضرت را

---

[۱] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فریدالدین خان صاحب محدث کاکوروی پرنسپل ریاست حیدرآباد دکن سے بھیجے تھے ۱۲ [۲] اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہے جو ابتداے آفرینش کے بیان میں ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نور نبوی صلعم تھا اور باقی سب چیزیں اوس سے پیدا ہوئیں ۱۲ [۳] کیفیت نور محمدی صلعم میں مختلف روایتیں آئی ہیں حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالے نے آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نور نبوی صلعم پیدا کیا اور فضاے عالم میں پہیلا دیتے اوسے تربیت فرمایا یا کبھی سجدہ کا حکم دیتا تھا اور کبھی تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھتا تھا اور اوسکے ٹھہراؤ کے لیے پردہ بنایا اور ہر پردہ میں مدت دراز تک اوسکو رکھا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تھا پھر جب پردوں سے باہر نکلا تو سانسیں اپنا شروع کیں اور انبیاء و اولیاء و صدیقین و شہداء و مومنین و ملائکہ کی روحیں پیدا کیں اور اوسکی کئی قسمیں کیں اور اون سے عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارے و دریا و ہوا و پہاڑ پیدا کیے اور آسمان و زمین کو پہیلایا اور اون میں سے ہر ایک کے سات طبقے کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور رابعہ ان کو ظاہر کیا ۱۲

آفریدہ ودر فضای عالم قدس آن نور را تربیت میفرمود گاہے بسجودش امر میکرد وگاہے بتسبیح وتقدیس مشغول میداشت وبجہت استقرار آن نور حجابہا خلق فرمود ودر ہر حجابے مدتے مدید او را نگاہ میداشت وآن نور بتسبیح خاص حضرت حق را یاد میفرمود بعد ازان کہ ازان حجب بیرون آمد نفسہا برآورد وازانفاس متبرکہ او ارواح انبیا واولیا وصدیقان وشہدا وسائر مومنان وملائکہ بیافرید وآن را چند قسم ساخت وازان اقسام عرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ ومواد واصول وآسمان وزمین وآفتاب وماہتاب وکواکب وبحار وریاح وجبال موجود گردانید بعد ازان آسمان وزمین را منبسط ساخت وہر یکے را ازانہا ہفت طبقہ کرد وہر طبقہ را بجہت مسکن جمعے از مخلوقات مقرر فرمود ودر روز وشب را پدید آورد۔ اور جبکہ اصل تمام اشیا۔ نور محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بھی نور محمدی ہوگا کیونکہ اشیا مین ذات وصفات وکمالات سب داخل ہین سہ تو اصل وجود آمدی از نخست ٭ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست۔ اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیا وخاتم النبیین کہتے ہین کہ نبوت جملہ انبیا کی نبوت محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلہ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہوگیا شرف الدین بوصیری قصیدہ بُردہ مین فرماتے ہین سہ وکلہم من رسول اللہ ملتمس ٭ غرفا من البحر اورشفا من الدیم[۹۱] ٭ وکل آی اتی الرسل الکرام بہا ٭ فانما اتصلت من نورہ بہم۔ اور کنہ نور محمدی اور خلق وظہور اوسکا نور الٰہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقل جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلہ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی سوا اسکے نہین ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی پھر نور محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہے اور تفسیر حسینی مین آیۂ کریمہ[۹۲] قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین کی تفسیر مین لکہا ہے کہ بحر الحقائق[۹۳] مین ہے کہ حضرت کا اسم مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالےٰ نے پہلی جو چیز عدم سے ظہور مین لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری

سلہ[۹۱] اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہین خواہ دریا سے چلو بھر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لاے وہ آنحضرت صلعم کی نور سے اونکو ملی ۱۲ سلہ[۹۲] البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور وکتاب مبین آئی ۱۲ سلہ[۹۳] پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ۱۲

پہر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا سہ انچہ اول شد پدید از جیب غیب بود نور جہان او بے ہیچ ریب۔۔ انتہٰے اور نور کے معنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمۂ مشکوۃ شریف مین فرماتے ہین کہ نور در عرف عام بمعنی روشنی است و نور در اسم اللہ تعالیٰ بمعنی منور است وے تعالیٰ روشن گرداننده آسمانہا بکواکب وسیارات و روشن گرداننده زمین باولیا و انبیا و علما و مومنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن گرداننده دلہای مومنان و عارفان است بنور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء و نزد خواص نور عبارت است از چیزے کہ ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کننده غیر خود را و چون مقابلہ کرده شود وجود را بالعدم پس وجود را ظہور باشد و عدم را خفا و ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون آرنده باشد ماہیات را از ظلمت عدم سزاوار تر است از غیر خود کہ نامیده شود او را نور و وجود او نور است کہ فایض است بجملہ اشیا و وجود ہمہ از نور ذات اوست انتہٰے بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو بیچ تفسیر آیۂ کریمہ اللہ نور السموات والارض مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالۂ مشکوۃ الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل معنی سب کے ہے۔

جواب سوال دوم دعا کرنا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ یہی آیا ہے کہ اللہم انی اسئالک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعدہ حق تعالیٰ نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہی انتہٰے طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام کا حق خالق تعالیٰ پر وجوبًا ثابت نہین تفضلًا وکرمًا ثابت ہے

سلہ نور عام طور پر روشنی کے معنی مین ہی اور اللہ تعالیٰ کا نام نور بمعنی منور ہی اللہ تعالیٰ ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سی اور زمین کو انبیا و اولیا و علما و مومنین و مومنات سی اور مومنین و عارفین کی دلون کو نور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سی منور کرنیوالا ہی اور خواص کے نزدیک نور اوس چیز سی عبارت ہی جو اپنی او پر زیادہ ظاہر ہو اور اپنی غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جبکہ وجود کا عدم سی مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا اور عدم کا خفا اور جو چیز عدم سی زیادہ تاریک اور ماہیات کو ظلمت عدم سی باہر لانیوالی ہے وہ بہ نسبت اپنی غیر کی نور کی نام سی موسوم ہونیکی زیادہ لائق ہے اور اسکا وجود وہ نور ہے جو کل اشیا پر فائض ہی اور سب کا وجود اسکے نور ذات سی ہے انتہٰے بقدر ضرورت ۱۲ سلہ نور ہے نور پر راہ دیتا اللہ اپنی نور کی طرف جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہی ۱۲ سلہ اللہ آسمان و زمین کا نور ہی ۱۲ سلہ یا اللہ مین تجھہ سی سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھ سی ہین اور بطفیل اپنی اوس سلوک کے جو تیری طرف

یہانتک کہ از راہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے [۵۱] اللھم انی
اسئلک بحق السائلین علیک اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے تو بطریق وسیلہ
درست ہے قال اللہ تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ انتہی [۵۲] اور بحق نبی دعا مین یعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم
آنحضرت صلعم سے بھی ثابت ہے حیث علم اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد [۵۳]
نبی الرحمۃ انتہی اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسئلک
بحق محمد الا غفرت لی خود کتب تفسیر و حدیث مین موجود ہے پس اس سے بھی حق تفضلی مراد ہے نہ حق
ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو اللہ تعالے نے جا بجا قرآن مجید مین فرمایا ہے وکان حقا علینا نصر المؤمنین [۵۴]
وکتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وکان علی ربک حتما مقضیا وغیرہما من الآیات۔
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ در کتب فقہ [۵۵] مذکور است کہ دعا کردن
بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد و تفصیل مقام آنست نزد معتزلہ کہ افعال عباد را
مخلوق عباد میدانند جزاے آن افعال حق حقیقی بندگان است و بر مذہب اہل سنت و جماعت افعال
عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتاً بلکہ وعدۃً و جعلاً چنانچہ در حدیث [۵۶]
صحیح آمدہ است کہ من امن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ

[۵۱] یا اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھپر ہے ۱۲ [۵۲] اللہ تعالے نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ۱۲ [۵۳] جیسا کہ سکھلایا اے اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے متوجہ ہوتا ہون ۱۲ [۵۴] اور تھا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ۱۲ - اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ۱۲ - اور تھا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ۱۲ [۵۵] کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت وجماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتاً بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے [۵۶]

الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها - و نیز در حدیثِ صحیح از حضرت معاذ بن جبل آمده هل تدری ما حق العباد علی الله الخبر پس انچه در روایت توبه حضرت آدم علیه السلام آمده است محمول بر ہمان حق جعلی و تفضلی است و انچه در کتبِ فقه ممنوع است حق حقیقی است و از بسکه در سابق مذہبِ معتزله رواج بسیار میداشت و استعمال این لفظ موہمِ مذہب ایشان میشد فقہا مطلقاً از استعمال این لفظ منع نموده تا خیال کسے بآن مذہب نرود این است انچه درین مقام موافق قرار داد علمائے ظاہر است و اہلِ تحقیق چنین گفته اند که ہر یک از اکمل بنی آدم را باعتبار صورتِ کمالیه او اسمی است از اسمائے الٰہی که تربیتِ او میفرماید پس سوال بحقِ کاملے از کاملان اشاره بآن اسم است اگر شخصے در وقتِ استعمالِ این لفظ ملاحظه این معنی نماید قطعاً ملام و معاتب نیست انتہیٰ والله اعلم بالصواب فقط

ؔ تو اللہ پر حق ہوگا کہ وہ اوس کو جنت مین داخل کرے فی سبیل اللہ ہجرت کی یا وہین مقیم رہا جہان پیدا ہوا۔ نیز حدیثِ صحیح مین حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق اللہ پر کیا ہے پس روایتِ توبہ حضرت آدم علیہ السلام مین جو کچھہ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی و تفضلی پر محمول ہے اور کتبِ فقہ مین جو ممنوع ہے وہ حق حقیقی ہے چونکہ پہلے زمانہ مین مذہبِ معتزلہ بہت رائج تہا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تہا تو فقہا نے اس لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تا کہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جاسکے یہ ہے جو یہان پر موافق قرار داد علمائے ظاہر کے ہے اور اہلِ تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورتِ کمالیہ کے اسمائے الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین مین سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابلِ ملامت و عتاب نہین ہے ۱۲ فقط

تمت بالخیر

صحت نامہ رسالہ الدر الیتیم فی ایمان آبا نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲م	العرہ	العزۃ
″	۳م	نزہم	نزھم
۲۵	۳م	مضافۃً	مضافاً
″	۱۷ت	ی سکے	ہی سکے
″	۱۸ت	ون سکے	اون سکے
۲۸	۱۰ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸م	اسداھما	احدھما
″	۱۵ت	اسے	استثنے
۳۷	۱۹م	فخبطوا	فخبطوا و
″	۱۹ت	حبط	خبط
۴۳	۱۷م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳م	من یبلغہ	من لم یبلغہ
″	۱۵م	انہ	انھم
″	۲ت	کلام	کلام مین